Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian
www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 10

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر
امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

14 ربیع الثانی 1433 ہجری قمری۔ 8 امان 1391 ہش۔ 8 مارچ 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو
تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں، یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چِڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (سورۃ الحجرات:12) تم ایک دوسرے کا چِڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرّم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متّقی ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ"۔

(سورۃ الحجرات:14) (ملفوظات جلد 1 صفحہ 23-22 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ قادیان)

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بردل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علما کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور اور بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کرلو کہ اُن باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 42۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ قادیان)

تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغزِ شریعت تقویٰ ہی ہوسکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (المائدہ:28)۔ گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا"۔ "جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (الرعد:32)۔ پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لیے ایک غیر منفک شرط ہے، تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیتِ دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے، تاکہ قبولیتِ دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 68۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ قادیان

"اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے یہ مقام بہت نازک ہے"۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 6 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ قادیان)

تندرستی ہزار نعمت ہے

تندرستی ہزار نعمت ہے لیکن بسا اوقات کئی وجوہات بیماریوں سے بلاواسطہ ملاقات کا سبب بنتی ہیں اور پھر یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جاتا ہے۔ خصوصاً ان دنوں جبکہ موسم تبدیل ہو رہا ہے اور سردی کی سرد راتوں سے نکل کر انسان گرمی کے گرم دنوں کی طرف منتقل ہو رہا ہے ہمارے گھروں میں معاشرے میں کئی لوگ بیمار نظر آتے ہیں۔ ہم لاکھ چاہیں لیکن میں تو کمبل کو چھوڑتا ہوں مگر کمبل مجھے نہیں چھوڑتا والی کیفیت نظر آتی ہے۔ بیماری دبے پاؤں کب کس طرح ہمارے گھر آ جاتی ہے اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے اور خصوصاً جب بیمار کوئی اپنا عزیز ہو تو بیمار سے زیادہ تیماردار کی کیفیت دیدنی ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے اس کائنات میں کوئی بھی مرض لاعلاج پیدا نہیں کیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء (بخاری کتاب الطب) کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے ساتھ ہی اُس کے شفا کا انتظام بھی فرمایا ہے۔ مراد یہ کہ کوئی بھی مرض لاعلاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ذرّے میں انسان کیلئے کئی فوائد و خواص پنہاں رکھے ہیں لیکن ان کو تلاش کرنے کیلئے صرف نظر کی ضرورت ہے۔

طب کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انسان نے جب بیماری کے علاج کی تلاش کی تو اللہ تعالیٰ نے ذروں میں سے علاج کا انکشاف فرمایا: ایک زمانہ تھا کہ ملیریا کی بیماری کا علاج ممکن نہ تھا اور علم نہ تھا کہ یہ بیماری کیوں ہوتی ہے اور کس طرح پھیلتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کی کوشش اور جستجو کے نتیجہ میں اس کا علاج ظاہر فرمایا۔ یہی حالت پاگل کتے کے کاٹنے پر علاج کی تلاش کی ہے اور دیگر کئی بیماریوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ آج بھی یہ تسلسل جاری ہے انسان ایک بیماری کا علاج تلاش کرتا ہے تو بیماری نئی شکل میں نئے روپ میں ظاہر ہوتی ہے۔

تندرستی کیلئے ضروری ہے کہ اپنی صحت کا دھیان رکھیں اور حتیٰ الوسع کوشش کریں کہ ان چیزوں اور اشیاء سے اجتناب کیا جائے جو بیماری کا سبب بنتی ہیں۔ لیکن اگر ان سب کے باوجود بھی انسان بیمار ہوتا ہے بیماری کی صورت میں اُسے علاج کے ساتھ ساتھ دعا کی طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہیئے کیونکہ دعا کے بغیر نرے دوا پر انحصار انسان کو شرک کے قریب پہنچا دیتا ہے۔ دُعا اور دوا دونوں ضروری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا اور تدبیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ ہر بیماری کا علاج ہو سکتا ہے جس مرض کو طبیب لاعلاج سمجھتا ہے اس سے اُس کی مراد یہ ہے کہ طبیب اُس کے علاج سے آگاہ نہیں۔ ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سی بیماریوں کو اطباء اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اُس سے شفا پانے کے واسطے بیمار کیلئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی بعض بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اُس کے ہاتھ میں سب شفاء ہے''۔ (بحوالہ ملفوظات جلد 5 صفحہ 59 ایڈیشن 2003)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد گرامی کہ ''بیمار کو چاہیئے کہ توبہ و استغفار میں مصروف ہو'' خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُسوہ حسنہ ہمارے لئے بطور نمونہ ہے۔ آپؐ بیمار ہونے پر بیمار کی عیادت کیلئے جاتے ہوئے کون کون سے کام کیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی ان کو ہمیشہ اپنے مدنظر رکھنا چاہیئے اور ان پر گامزن ہونا چاہیئے۔

حضور ﷺ بیمار کو علاج کروانے کی تاکید فرماتے ہیں۔ حضرت اسامہ بن شریک سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور پوچھا یا رسول اللہ! ہم علاج معالجہ کر سکتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بیمار کا علاج ضرور کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے شفاء رکھی ہے کوئی اس کا علاج جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔ (مسند احمد حدیث اسامہ بن شریک صفحہ 274 جلد 4)

ایک دوسری حدیث جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِئَ بِإِذْنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء)

یعنی ہر بیماری کی دوا ہے پس اگر بیماری کی صحیح دوا مل جائے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ اچھا ہو جاتا ہے۔

سرورِ کائنات ﷺ کے بیمار ہونے پر اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کو اور آپ کے ذریعہ تمام اُمت کو یہ دعا سکھائی۔

حضرت ابو سعید خُدری بیان کرتے ہیں حضرت جبرائیل آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ! کیا آپؐ بیمار ہیں! آپؐ نے جواب دیا ہاں میں بیمار ہوں۔ اس پر حضرت جبرائیل نے یہ دُعا کی۔

بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ۔ (مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض والرقی بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 540)

یعنی میں آپ پر دم کرتا ہوں وہ آپ کو ہر ایسی بات سے محفوظ رکھے جو نقصان دہ ہے۔ ہر ایسی چیز سے بچائے جو دُکھ دے سکتی ہے۔ وہ ہر بُرے شخص کی برائی سے اور ہر حسد کرنے والے کی بدنظری سے آپؐ کی حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو شفاء دے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر میں آپؐ پر دم کرتا ہوں۔

آپؐ جب کسی بیمار کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اس کے سر پر پھیرتے اور یہ دُعا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (مسلم کتاب السلام باب استحباب رقیۃ المریض۔

بحوالہ۔ حدیقۃ الصالحین صفحہ 552)

ترجمہ: اے میرے اللہ! جو لوگوں کا ربّ ہے اس بیماری کو دُور کر دے اور اسے شفاء دے کہ تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے سوا کوئی اور شفاء نہیں۔ تو اسے ایسی شفاء دے جو بیماری کا کچھ بھی اثر نہ چھوڑے۔

آخری بات یہ ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ بیماری کے علاج سے بہتر پرہیز ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ بیمار ہوں اور دوائیں کھائیں اور پرہیز کریں۔ قبل از بیماری پرہیز کرنا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بیماریوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر ازجاں نثار
باغ میں ملّت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار
آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار
اِسْمَعُوا صَوْتَ السماء جَاءَ الْمَسِيْح جَاءَ الْمَسِيْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارِد نشاں اَلوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

قرآن مجید، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ساتھ خلفاء کرام کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نائیجیریا جانے والے دوسرے احمدی مبلغ حضرت حکیم فضل الرحمن صاحبؓ کو 23 رجنوری 1922ء کو بعد از نماز فجر مسجد مبارک میں چند ہدایات لکھ کر دیں۔ اُن میں سے ایک حصہ یہ تھا کہ خلافت رحمت خداوندی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

''خلافت کا سلسلہ ایک رحمت ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری کرنی دُکھ میں ڈالتی ہے۔ انسان خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ پس خلافت سے مسلمان کسی وقت بھی مستغنی نہیں ہو سکتے نہ اب نہ آئندہ کسی زمانہ میں۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے متعلق اور وابستہ ہیں...... ہمیشہ خلیفۂ وقت سے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے رہو اور خط و کتابت میں کبھی سستی نہ کرو۔ وہ لوگ جن کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت ہو ان کو بھی ان سب نصائح پر عمل کرنے کی تحریک کرو جو اوپر بیان ہوئیں یا بعد میں آپ تک پہنچتی رہیں۔ دینی لٹریچر سے آگاہ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ قرآن کریم کے متعلق تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں وہ تو مومن کی جان ہے۔ مگر حدیث اور کتب مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ ان سے غافل نہ ہو۔ کوئی نہ کوئی اخبار قادیان کا جس میں مرکز اور سلسلہ کے حالات ہوں ضرور زیر مطالعہ رہنا چاہئے کہ یہ ایمان کو تازہ کرتا ہے اور اس کی تاکید وہاں کے لوگوں کو بھی کریں جنہیں آپ تبلیغ کر رہے ہوں۔ اور پھر خلفاء کے اعلانات اور ان کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنی مرضی کو ظاہر کرتا ہے اور انسان کے لئے ان کا کلام بھی بمنزلہ دودھ کے ہوتا ہے''۔

(الفضل 30 رجنوری 1922ء صفحہ 4)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی نے صحابہ میں جو روحانی انقلاب برپا کیا تھا

اس وجہ سے وہ اس فکر میں ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات کا بیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس جماعت کا قیام فرمایا ہے اُس میں قربانی کے اعلیٰ معیار، اپنی محبوب چیزوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے معیار، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگیوں کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو گئے۔ یا زیادہ سے زیادہ صرف ایک دو نسلوں تک نہیں چلتے رہے بلکہ سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی قربانی کے یہ ذوق و شوق اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہیں۔

آج جب دنیا مادی عیش و آرام اور سہولتوں کے لئے اپنے مال خرچ کرتی ہے یا خواہش رکھتی ہے تو احمدی اُن کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے دین کی خاطر قربانیاں دیتے چلے جاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کی مالی قربانی کے دلچسپ اور روح پرور واقعات کا بیان

وقفِ جدید کے 55ویں مالی سال کا اعلان

گزشتہ سال وقفِ جدید میں جماعت نے 46 لاکھ 93 ہزار پونڈ کی قربانی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

پاکستان اول، امریکہ دوم اور برطانیہ تیسرے نمبر پر رہے۔ مختلف ممالک اور جماعتوں کی مالی قربانی کے جائزے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 6 رجنوری 2012ء بمطابق 6 صلح 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (آل عمران:93)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا تعالیٰ کی راہ میں) خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اُسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

بِرّ اعلیٰ قسم کی نیکی کو بھی کہتے ہیں اور بِرّ کامل نیکی کو بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ ترجمہ میں بتایا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں رہتا ہے نیکیوں کے وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کرنی چاہئے جو اُس کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والے ہوں۔ قرآنِ کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے مختلف رنگ میں، مختلف نیکیوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اُن کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کے خرچ کو بھی اور اپنی مختلف صلاحیتوں کے خرچ کو بھی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ اس آیت میں بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ اور فرمایا کہ جس مال یا چیز سے تمہیں محبت ہے اگر وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تب یہ بڑی نیکی ہو گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر اُس نیکی کا بدلہ دیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کی جاتی ہے لیکن بہترین جزا اُس وقت ملتی ہے جب بہترین چیز اُس کی راہ میں قربان کی جائے۔ یا خدا تعالیٰ کو وہ بندہ سب سے زیادہ پسند ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اُس کے حصول کے لئے وہ اپنی پسندیدہ ترین اور محبوب ترین چیز بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے سے گریز نہیں کرتا۔

پس سچے ایمان، سچی نیکی اور قربانی کے اعلیٰ معیار کا اُس وقت پتہ چلتا ہے جب اُس چیز کو قربان کیا جائے جو اُسے سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ ایمان کی مضبوطی اور سلامتی کے لئے بھی ہر قسم کی قربانی کے لئے مومن تیار رہتا ہے اور ایک حقیقی مومن کو (تیار) رہنا چاہئے۔ نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے بھی ہر وقت ایک حقیقی مومن بے چین رہتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک صحابی ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں اپنا سب سے پسندیدہ مال جو بِئرِ روحا کے نام سے جانا جاتا تھا، وہ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر اُس کو فرمایا کہ اس کو تم نے کس طرح خرچ کرنا ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب لن تنالوا البر حتی... حدیث نمبر 4554)

بہرحال صحابہ ہر وقت اس تڑپ میں رہتے تھے کہ کب کوئی نیکی کا حکم ملے اور ہم اسے بجا لانے کے لئے ایمان، اخلاص، وفا اور قربانی کا اظہار کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو انتہائی قابلِ رشک فرمایا ہے۔ اور یہ معیار حاصل کرنے والے ہمیں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں بے شمار نظر آتے ہیں جو سرًّا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور اعلانیہ بھی۔ چھپ کر بھی کرتے تھے اور ظاہری طور پر بھی کرتے تھے تا کہ وہ معیار حاصل کریں جو اللہ تعالیٰ ایک مومن سے چاہتا ہے۔ اُن کی قربانیوں کی نیت بھی خدا تعالیٰ جانتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو بے انتہا نوازا۔ معمولی کام کرنے والوں کو ایک وقت آیا کہ کروڑوں کا مالک بنا دیا۔ اور یہ مالی فراوانی اُن کے ایمان اور یقین کو مزید جلا بخشتی گئی۔ وہ آنے والے مال کو اور جائیداد کو بے دریغ، بغیر کسی خوف و خطر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے چلے گئے۔ اُن کو اس بات کا عرفان اور ادراک حاصل تھا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ بے انتہا نوازتا ہے۔ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اُدھار نہیں رکھتا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی نے اُن میں جو روحانی انقلاب برپا کیا تھا اُس وجہ سے وہ اس فکر میں ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ یہی اُن کا مقصود تھا جس کے لئے وہ سرتوڑ کوشش کرتے تھے۔ صحابہ کی زندگیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ انہوں نے اس مقصود کو پا بھی لیا جس کے لئے وہ کوشش کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ

کی رضا کی خوشنودی کی سند حاصل کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو اُن کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لیے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تب کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہوسکتی، ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے، کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟‘‘ فرمایا ’’بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جاسکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تکلیف کی پروا نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اُس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 47۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لئے، دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام صحابہ کی مثال دے کر جب ہمیں کچھ بیان فرماتے ہیں تو اس لئے کہ یہ پاک نمونے ہمارے لئے اسوہ ہیں۔ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اور اگر کوشش کرو گے تو حقیقی نیکیاں سرانجام دینے والے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکو گے۔ اور پھر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی براہِ راست تربیت سے ایسے ہزاروں وجود دنیا کو دکھائے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اس ایمان کی حرارت اور قربانیوں کی وجہ سے جماعت ہر دن ایک نئی شان سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اُن لوگوں نے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو خوب سمجھا کہ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نص صریح ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: 93) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے، اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 47۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

صحابہ، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ تھے وہ اس بات کا ادراک حاصل کرنے کے بعد قربانیوں کے لئے بے چین رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اعلیٰ معیار کی نیکیاں حاصل کرنے کے لئے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ کوشش بھی کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کے نظارے بھی دیکھتے تھے۔ یہاں میں آپ کو ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ مہاجر قادیان بیان کرتے ہیں کہ: ’’ایک دفعہ میں سالانہ جلسہ پر حاضر ہوا تو مَیں نے عرض کی کہ میں نے خلوت میں‘‘ (علیحدگی میں) ’’کچھ عرض کرنا ہے‘‘۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) ’’فرمایا اندر آ جاؤ۔ اتفاق سے وہ کھڑکی کھلی رہی اور میرے ساتھ اور کئی احباب اندر آ گئے۔ مَیں نے عرض کی کہ والد صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے لڑکے کو اچھی تعلیم دی۔ جب سے ملازم ہوا ہماری کوئی خدمت نہیں کی‘‘۔ (مَیں نے یہ عرض کیا حضور کی خدمت میں کہ والد تو یہ کہتے ہیں کہ مَیں نے بیٹے کو تعلیم دلوائی، ملازمت دلوائی، ہماری خدمت نہیں کر رہا۔) ’’اور بیوی کہتی ہے کہ تو اچھا احمدی ہوا ہے کہ جو کچھ میرے پاس زیور تھا وہ بھی بِک گیا ہے‘‘۔ (باپ کو بھی شکوہ ہے، بیوی کو بھی شکوہ ہے)۔ پھر آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ’’اور یہاں مَیں دیکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے آپ کے مرید ہزاروں روپیہ قربان کرتے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دگنی تگنی تنخواہ دے تو میں آپ کی خدمت کر سکوں‘‘۔

ایک طرف باپ کی طرف سے شکوہ ہے کہ میری خدمت نہیں کر رہے، اتنا لکھایا پڑھایا۔ بیوی کی طرف سے شکوہ ہے کچھ نہیں لے کے آتے مجھے اپنا زیور بیچنا پڑتا ہے اور ادھر جب میں نیکیاں دیکھتا ہوں جو یہاں ہو رہی ہیں، قربانیاں دیکھتا ہوں جو آپ کے پاس ہو رہی ہیں کہ لوگ آتے ہیں اور ہزاروں روپیہ دے جاتے ہیں، اس لئے میرے لئے بھی دعا کریں کہ مجھے بھی اللہ توفیق دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ باتیں سن کے فرمایا کہ ’’بہت اچھا ہم دعا کرتے ہیں۔ آپ یاد دلاتے رہیں‘‘۔ (تو یہ کہتے ہیں کہ) ’’اُس وقت میری تنخواہ 55 روپے تھی۔ پھر لاہور پہنچ کر ایک کارڈ یاد دہانی کے لئے لکھا‘‘ یعنی دعا کے لئے خط لکھا ’’تو اسی اثناء میں مجھے یوگنڈا ریلوے کی طرف سے 120 روپے تنخواہ اور 45 روپیہ بطور الاؤنس کی ملازمت مل گئی۔ جب مجھے پہلی تنخواہ ملی تو مَیں فوراً حضور کے آگے نذرانہ رکھ دیا جو کہ میرے دل میں تھا‘‘۔ (جماعت کے چندے کے لئے، خرچ کے لئے) ’’اور اس کے بعد پھر میں افریقہ چلا گیا۔ میں جب تک وہاں رہا تین گنا تنخواہ ملتی رہی یہ آپؑ کی قبولیتِ دعا کا معجزہ ہے‘‘۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 15 صفحہ نمبر 105 روایت حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ)

پھر ایک صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحب بذریعہ میاں محمد احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ چوہدری رستم علی خاں صاحب مرحوم انسپکٹر ریلوے تھے۔ ایک سو پچاس روپیہ اُن کو ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ بڑے مخلص اور ہماری جماعت کے قابلِ ذکر آدمی تھے۔ وہ بیس روپیہ ماہوار اپنے گھر کے خرچ کے لئے اپنے پاس رکھ کر باقی کل تنخواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج دیتے تھے اور ہمیشہ اُن کا یہ قاعدہ تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 13 صفحہ نمبر 360 روایت حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ)

پھر دیکھیں دین کی خدمت کے لئے اور قربانی دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غریبوں کے دلوں میں بھی شوق پیدا کیا تھا۔ اُن کو بھی تڑپ رہتی تھی جن کی کوئی آمد نہیں تھی۔ غربت تھی، بڑا خاندان تھا، بچے زیادہ تھے، خرچ پورے نہیں ہوتے تھے وہ کس طرح قربانی دیا کرتے تھے۔

حضرت قاضی قمر الدین صاحب رضی اللہ عنہ سائیں دیوان شاہ صاحب کے بارے میں واقعات بیان کر رہے ہیں اُس کے بعد لکھتے ہیں کہ ’’مَیں بھی سائیں صاحب سے کبھی دریافت کیا کرتا کہ آپ کو قادیان شریف جانا کوئی خاص کام کی وجہ سے ہے؟‘‘ کیونکہ جہاں ان کا گاؤں تھا، سائیں صاحب وہاں سے گزر کر جایا کرتے تھے اور رات بسر کیا کرتے تھے۔ سائیں دیوان شاہ نارووال کے رہنے والے تھے اور وہاں سے گزرتے ہوئے جاتے تھے۔ پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ یہ، نارووال سے چلتے تھے اور قادیان آتے تھے جو کئی میل کا فاصلہ ہے۔ اگر بیچ میں سے بھی جائیں تو شاید کم از کم سو میل ہو۔ تو کہتے ہیں کہ ’’قادیان شریف جانا کوئی خاص کام کی وجہ سے ہے یا شوقِ ملاقات سے جا رہے ہیں؟‘‘ تو کہتے ہیں سائیں دیوان شاہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’مَیں چونکہ غریب ہوں، چندہ تو دے نہیں سکتا اس لئے جا رہا ہوں کہ مہمان خانے کی چار پائیاں بُن آؤں تا کہ میرے سر سے چندہ اتر جائے‘‘۔ تو اس کی جگہ مَیں لنگر خانے کی جو چار پائیاں ہیں اُن کی بنائی کر کے مزدوری کا یہ کام کر آؤں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 2 صفحہ نمبر 96 روایت حضرت قاضی قمر الدین صاحبؓ)

یہ دو تین مثالیں مَیں نے دی ہیں۔ پس یہ تھے ان لوگوں کی قربانیوں کے، اُن لوگوں کے معیار جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فیض پایا اور روایات میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔ لیکن مَیں وقت کی وجہ سے یہی چند ایک بیان کر رہا ہوں۔ اور اس بات کو پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس بات پر ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہونے چاہئیں اور پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں جھکتے چلے جانا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس جماعت کا قیام فرمایا ہے اُس میں قربانی کے اعلیٰ معیار، اپنی محبوب چیزوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے معیار، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگیوں کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو گئے۔ یا زیادہ سے زیادہ صرف ایک دو نسلوں تک نہیں چلتے رہے بلکہ سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی قربانی کے یہ ذوق و شوق اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نئے آنے والے مختلف ممالک کے احمدیوں میں اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی لگتا ہے ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ آج جب دنیا مادی عیش و آرام اور سہولتوں کے لئے اپنے مال خرچ کرتی ہے یا خواہش رکھتی ہے تو احمدی اُن کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے دین کی خاطر قربانیاں دیتے چلے جاتے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں احمدیوں کی یہ قربانیاں ہی دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ثبوت کے لئے کافی ہیں۔ ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ ہر جگہ یہ قربانی کے نظارے نظر آتے ہیں۔ جو قربانیاں دینے والے لوگ ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھنے اور اس پر پوری طرح عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ پس جب تک ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے یہ کوشش جاری رکھیں گے، کوئی دشمن ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ انشاء اللہ۔

ازدیادِ ایمان کے لئے آجکل کی قربانیوں کے بھی چند واقعات مَیں پیش کرتا ہوں۔

یہ پہلا واقعہ مَیں نے انڈیا کے ناظم مال صاحب کی وقفِ جدید کی رپورٹ سے لیا ہے۔ کہتے ہیں خاکسار اور انسپکٹر وقفِ جدید بجٹ بنانے کے سلسلے میں جماعت کیرولائی، کیرالہ میں دورے پر گئے۔ جب پہنچے تو ایک مخلص دوست سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا مَیں نے ابھی ابھی فرنیچر کا نیا کاروبار شروع کیا ہے۔ میرا نئے سال کا وعدہ وقفِ جدید چار لاکھ روپے لکھ لیں۔ اس کے علاوہ اس بزنس سے جو بھی مجھے منافع ہوگا، علاوہ اور چندوں کے اس کا بھی دس فیصد مَیں چندہ وقفِ جدید مزید ادا کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، اُن کا نیا بزنس چل پڑا۔ انہوں نے اپنی بیوی کو ہدایت کی تھی کہ روز کی کمائی سے چندہ جات کا، جتنے بھی چندے ہیں اُن کا الگ حساب نکال کر رکھ لیں۔ اور سال بھر کا جب حساب کیا گیا تو ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ وقفِ جدید کا نکلا جو انہوں نے ادا کر دیا اور آئندہ سال کے لئے کہا کہ آئندہ سال میں دس فیصد کی بجائے منافع کا جو پچیس فیصد ہے وہ چندوں میں ادا کروں گا۔

پھر انڈیا سے ہی وقفِ جدید کے انسپکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ مارچ 2011ء میں خاکسار جماعت احمدیہ بھاری تشخیص بجٹ وقفِ جدید کے لئے پہنچا جہاں ایک خاتون کو جب تحریک کی اور احمدی اور مسلمان مستورات کی جانی اور مالی قربانیوں کے بارے میں واقعات سنائے تو انہوں نے اپنی ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر وعدہ لکھوا دیا۔ اور وہ معمولی ٹیچر تھی، کوئی ایسی خاص آمدنی نہیں تھی کہ گزارہ بہت اچھا ہوتا ہو۔ پانچ ہزار روپیہ اُن کی تنخواہ تھی جو انہوں نے لکھوائی۔ کہتے ہیں مَیں پھر دوسری جگہ پہنچا جہاں اُس خاتون کے والد رہتے تھے۔ وہ صدر جماعت بھی تھے تو اُن کو بتایا گیا کہ آپ کی بیٹی نے بڑی قربانی کی ہے۔ اس پر وہ خوشی سے رو پڑے اور اپنی بڑی بیٹی کو بلایا اور اُس کو کہا کہ تمہاری بہن نے یہ قربانی دی ہے۔ تم اُس سے بڑی ہو تم کیا کہتی ہو۔ تو اُس نے فوراً اُس وعدے پر ایک ہزار روپیہ بڑھا کے اپنا وعدہ لکھوا دیا کہ میں بڑی ہوں اس لئے زیادہ دوں گی۔

پھر یہ دیکھیں کہ چند سال پہلے جو لوگ احمدیت میں شامل ہوئے ہیں، اُن کے اخلاص کا اور قربانی کے جذبے کا کیا حال ہے؟

امیر صاحب مالی بیان کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ایک دوست ترابرے صاحب یونین کونسل میں کام کرتے ہیں۔ موصوف چندوں میں باقاعدہ ہیں اور مالی قربانی میں پیش پیش رہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مردم شماری کے کام کے لئے بتیس افراد پر مشتمل ایک ٹیم بنائی گئی اور کہا گیا کہ ایک مہینہ مسلسل کام کرنا ہے اور ایک دن بھی چھٹی نہیں کرنی۔ اس کے عوض ہر ایک کو ایک لاکھ فرانک سیفا بطور اجرت کے ملے گا۔ جو بھی ٹیم تھی ہر ایک کو اُس میں سے ایک لاکھ فرانک سیفا ملے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں ہم نے معاہدہ کر لیا۔ ابھی کام کے دن ختم ہونے میں چھ دن باقی تھے کہ اُن کی ریجن، ''فانا ریجن'' کا جلسہ آ گیا۔ کہتے ہیں انہوں نے پہلے سوچا کہ جماعت سے معذرت کر لیتا ہوں اور جلسے میں شامل نہیں ہوتا لیکن پھر میرے دل نے فیصلہ کیا کہ مَیں نے بہرحال جماعتی کام کو فوقیت دینی ہے۔ مَیں نے یہ عہد کیا ہوا ہے۔ خدا کا کام اوّل ہے۔ اگر ایک لاکھ نہیں ملتا تو نہ ملے۔ چنانچہ کہتے ہیں مَیں نے کام چھوڑ کے جلسے پر جانے کا پروگرام بنا لیا۔ باقی ساتھی مجھے بڑی ملامت کرنے لگے کہ کیوں پیسے ضائع کر کے جانے لگے ہو۔ کہتے ہیں جب میں جلسے سے فارغ ہو کر ایک ہفتے بعد واپس آیا تو علاقے کی میئر نے کہا کہ تم معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چلے گئے تھے لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ تم خدا کی خاطر گئے ہو لہٰذا تمہارے لئے مَیں نے علیحدہ سے ایک لاکھ سیفا رکھا ہوا ہے وہ مجھ سے لے لو۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ نائب میئر نے بلایا جو کام کا نگران تھا۔ اُس نے بھی یہی کہا کہ گو تم چلے گئے تھے لیکن پتہ نہیں کیوں میرے دل میں خیال آیا کہ تمہیں رقم ملنی چاہئے۔ اُس نے بھی ایک لاکھ سیفا دے دیا کہ یہ مَیں نے رکھا ہوا تھا۔ پھر اکاؤنٹس کے انچارج نے بھی دفتر بلایا اور اُس نے بھی اُن کو ایک لاکھ سیفا دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ تم موجود نہ تھے اس لئے مَیں نے تمہارے لئے ایک لاکھ سیفا علیحدہ رکھ لیا تھا تو یہ لے لو لیکن کسی کو بتانا نہیں۔ تینوں نے یہی کہا کہ بتانا نہیں۔ کہتے ہیں کہ جب دیگر ساتھیوں سے پوچھا تو ہر ایک کے پیسوں میں کسی نہ کسی وجہ سے کچھ نہ کچھ کٹوتی ہوئی ہوئی تھی اور کسی ایک کو بھی پورا ایک لاکھ فرانک سیفا نہیں ملا تھا جبکہ مجھے تین لاکھ فرانک سیفا مل گیا اور یہ محض دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے نتیجے میں تھا۔ انہوں نے اُسی وقت اُس میں سے بیس ہزار فرانک چندہ بھی نکال کر دے دیا۔

پھر گیمبیا کی ایک اور مثال ہے۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن ایک دوست کوتو تراولے صاحب (Kuto Trawally) میرے دفتر آئے اور کہا کہ وہ ایک ہزار ڈلاسی چندہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں لوگوں پر ادھار رکھ سکتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ پر ادھار نہیں رکھ سکتا۔ یہ دوست اپنی ذات میں غریب اور محتاج ہیں اور اپنے خاندان کو بہت مشکل سے سنبھالتے ہیں لیکن مالی قربانی کرنے میں ہمیشہ نظام کی اطاعت کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ انہوں نے کچھ عرصے بعد بتایا کہ جب انہوں نے ایک ہزار ڈلاسی چندہ ادا کیا تو اُس کے کچھ عرصے کے بعد ہی اُن کو اس سے زیادہ رقم کہیں سے مل گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا ایمان ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی جائے خدا تعالیٰ اس کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ کر فضل فرماتا ہے۔

پس یہ ہے ذاتی محبت پر، ذاتی خواہشات پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دینا۔

یہ چند ذکر میں نے مختلف ملکوں سے لئے ہیں۔ رپورٹوں میں بے شمار ذکر آتے ہیں۔ سیرالیون کا ایک ذکر ہے۔ مکینی کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ کمارا صاحب مخلص احمدی ہیں، مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ جب تحریکِ جدید کے چندے کی وصولی کے لئے ان کے گاؤں گیا تو پتہ چلا کہ ان کا کچھ بقایا تھا اور سال بھی ختم ہونے کو تھا۔ جب ان کے گھر گیا تو (گھر کی حالت کا اندازہ لگائیں، ویسے یہاں بیٹھ کر ہم اندازہ نہیں کر سکتے)۔ انہوں نے بتایا کہ میرے پاس اس وقت صرف بیس کپ چاول خریدنے کے لئے رقم ہے تاکہ کل شام تک گھر میں کھانے کا انتظام کیا جا سکے۔ جتنی رقم ہے وہ صرف اتنی ہے کہ کل شام تک میرے پاس گھر والوں کے لئے ایک دن کے کھانے کا خرچہ ہے اُس کے علاوہ رقم آنے کی کوئی امید بھی نہیں ہے۔ لیکن مَیں یہ رقم اپنا بقایا ادا کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور مَیں نے بیوی بچوں کو بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی کھانے کا انتظام کرے گا۔ کہتے ہیں کہ اسی رات اُن کی ایک بہن نے دوسرے گاؤں سے ایک بوری چاولوں کی بطور تحفہ بھجوا دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام فرمایا۔

آئیوری کوسٹ کے مبلغ بیان کرتے ہیں کہ ایک نومبائع خادم ہارون صاحب جو کہ ساندرا شہر میں انڈوں کی تجارت کرتے ہیں، اُن کو جب مقامی معلم نے تربیتی سنٹر میں جا کر تربیت حاصل کرنے کی ترغیب دی تو یہ فوراً تیار ہو گئے اور اپنے ایک اور ساتھی کے ہمراہ ابنگرو میں واقعہ تربیتی سنٹر میں پہنچ گئے اور تین ماہ کا کورس کیا اور احمدیت سے متعلق اپنی معلومات کو وسیع کیا اور یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ کے کام جا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے تجارت کو اپنے ایک چھوٹے بھائی کے سپرد کر گئے اور یہ امید تھی اور توکّل تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو خراب نہیں ہونے دے گا۔ تین ماہ کا کورس مکمل کرنے کے بعد جب واپس لوٹے ہیں تو کہتے ہیں میری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ ایک غیر معمولی منافع تھا جو اُن کو اس عرصے میں ہوا، جو اُن کے ہوتے ہوئے بھی کبھی ان کو نہیں ہوا تھا۔ اور پھر انہوں نے اپنا چندہ پانچ سو سے بڑھا کر ایک ہزار فرانک کر دیا اور پھر اُس میں اللہ تعالیٰ نے مزید برکت ڈالی تو چندہ اور بڑھا دیا اور اب یہ اللہ کے فضل سے چار ہزار فرانک ہر ماہ چندہ ادا کرتے ہیں۔ تحریکِ جدید، وقفِ جدید کے چندوں میں نہ صرف خود شامل ہوتے ہیں بلکہ اپنے مرحوم والدین جو شاید احمدی بھی نہیں تھے، اُن کو بھی شامل کرتے ہیں۔ نومبائع ہیں والدین تو بہرحال احمدی نہیں ہوں گے، اُن کی طرف سے بھی دے دیتے ہیں۔

امیر صاحب برکینا فاسو بیان کرتے ہیں بوبو شہر کے ایک نومبائع دوست تراورے (Traore) سلیمان صاحب کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کی اہمیت کے بارے میں سنا تو میں ساری رات سو نہ سکا کہ جماعت اتنے بڑے بڑے کام کر رہی ہے اور ہم اس میں بھرپور حصہ نہیں لے رہے۔ چنانچہ اگلے دن ساڑھے چار ہزار فرانک سیفا چندہ وقفِ جدید ادا کر کے گئے مگر اگلی رات پھر بڑی بے چینی میں کاٹی تو اگلی صبح پھر مشن ہاؤس میں آئے اور پھر ساڑھے چار ہزار فرانک ادا کیا اور کہنے لگے اب میں کچھ پُرسکون ہوں۔

سوئٹزرلینڈ کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک افریقن احمدی دوست ادریس صاحب جن کا تعلق نائیجیریا سے ہے، ایک انٹرنیشنل ادارے میں ملازم ہیں۔ جب یہ سوئٹزرلینڈ آئے تو انہوں نے یکمشت نو ہزار فرانک مسجد کے اکاؤنٹ میں بھجوائے اور ساتھ ہی نام کے ساتھ اپنا ٹیلی فون نمبر بھی لکھ دیا۔ کہتے ہیں مجھے لگا کہ یہ کوئی نیا نام ہے، بڑی حیرانی تھی کہ یہ کون ہے، فون پر جب رابطہ کیا تو پوچھا کہ آپ نے اتنی بڑی رقم اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے یہ کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ مجھے یہاں سوئٹزرلینڈ میں آئے تین مہینے ہو گئے ہیں تو اپنا چندہ بھجوایا ہے۔ مبلغ نے کہا کہ تین مہینے کا چندہ بھی اتنا نہیں بنتا تو انہوں نے کہا چھ مہینے پہلے میں ایک ایسے ملک میں رہا ہوں جہاں جماعت نہیں تھی اور وہ چندہ بھی میرے ذمے بقایا تھا اس لئے مَیں نے یہ اتنی رقم کُل نو ہزار سوئس فرانک بھجوائی ہے۔

تو یہ ان لوگوں میں ایمان کا معیار ہے کہ بندوں کو تو علم بھی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے حساب ہر وقت صاف رکھ رہے ہیں۔

پھر ایک پاکستانی احمدی دوست ہیں، جو سوئٹزرلینڈ میں ایک کمپنی میں کام کرتے تھے۔ انہوں نے چندے کی ادائیگی کے لئے پانچ ہزار سوئس فرانک کا وعدہ لکھوایا۔ کمپنی کی طرف سے پانچ ہزار کا بونس ملنے کی امید تھی۔ لیکن ساتھ اُن کو یہ بھی (خیال) تھا کہ بونس ملے گا تو کچھ ذاتی ضروریات جو ہیں اُن پر خرچ کرنا ہے۔ پھر جب یہ پتہ لگا کہ چندہ ہے، وعدہ بھی اتنا لکھوایا ہوا ہے اور اُس کی ادائیگی کا وقت بھی قریب ہے تو انہوں نے اس کو چندے میں ادا کرنے کے لئے بتا دیا کہ انشاء اللہ یہ چندہ ادا کر دوں گا۔ اور کر بھی دیا۔ اور اپنی جو ضرورت ہے وہ پیچھے پھینک دی۔ بعد میں انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس پر ایسا فضل فرمایا کہ فرم نے اُن کو پانچ ہزار کے بجائے دس ہزار یورو، دوگنا کر کے بونس ادا کیا۔ اس طرح اُن کی ذاتی ضرورت بھی پوری ہو گئی اور وقفِ جدید کا وعدہ بھی پورا ہو گیا۔

پھر اسی طرح ہمارے بینن کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ جماعت کے ہمارے معلم ایک جگہ تحریکِ جدید کا چندہ لینے گئے تو عبداللطیف صاحب نے اکتیس سو فرانک سیفا چندہ دیا اور کہا کہ دعا کریں اگر اللہ تعالیٰ مزید آمدن بھیج دے تو مزید چندہ بھجوا دوں گا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُسی ہفتے لطیف صاحب نے معلم کو بلوایا اور مزید سات ہزار فرانک سیفا چندہ دے دیا اور کہا کہ جس دن مَیں نے تمہیں اکتیس ہزار فرانک سیفا چندہ دیا تھا اُسی دن ایک مریض آ گیا تھا جس کے علاج پر اُس نے پہلے مجھے چونتیس ہزار کی رقم دی لیکن پھر یہ کہتے ہوئے کہ میرے پاس واپسی کا کرایہ نہیں ہے، تین ہزار فرانک واپس لے لیا کہ اس کی مجھے ضرورت ہے اور اکتیس ہزار فرانک مجھے دے دیا۔ کہتے ہیں اس پر فوراً میرے دل نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے واقعی دس گنا بڑھا کر یہ رقم دی ہے، اکتیس سو کی جگہ اکتیس ہزار۔ اس لئے مَیں اپنا یہ چندہ بڑھا کر سات ہزار تمہیں بھجوا رہا ہوں۔

اسی طرح لائبیریا کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک جگہ دورے پر گئے تو آٹھ سالہ طفل نے گھر کے جو چھوٹے موٹے کام ہوتے ہیں پانی لانا، بیگ رکھنا وغیرہ اُن کے چھوٹے چھوٹے کام کئے۔ بچے بھی وہاں بڑے جوش اور جذبے سے مبلغین کی خدمت کرتے ہیں۔ تو مربی صاحب نے خوش ہو کر اُسے پانچ لائبیرین ڈالر انعام دیا اور لائبیرین ڈالر کی بڑی معمولی ویلیو (Value) ہے۔ نماز کے بعد جب مربی صاحب نے احبابِ جماعت کو تحریکِ جدید کے چندے کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی اور خاص طور پر زور دیا کہ بچوں کو بھی ضرور شامل کیا کریں تو وہی بچہ اُٹھا اور اپنے والد کے کان میں جا کے بتایا کہ مَیں نے بھی چندہ دینا ہے اور میرے پاس پیسے ہیں۔ باپ نے کہا کہ اگر تمہارے پاس ہیں تو دے دو۔ چنانچہ بچے نے وہی پانچ ڈالر جو اس کو ملے تھے چندے کے طور پر ادا

کردیئے۔اس بچے کے اس جذبے کا باقی بچوں پر بھی اثر ہوا تو انہوں نے بھی اپنے والدین سے پیسے لے کے اس تحریک میں شامل ہونا شروع کیا۔

کرغزستان کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع دوست ضمیر صاحب (Zameer) نے تقریباً تین سال قبل بیعت کی تھی۔اور 2008ء میں جب صد سالہ خلافت جوبلی کا جشن منایا گیا تو مرکزی ہدایات کی روشنی میں کچھ رقم مقامی سطح پر بھی اکٹھی کی گئی تھی۔ان کی تنخواہ اُس وقت چھیاسٹھ ڈالر تھی،غریب ملک ہے۔کہتے ہیں جب ہمارے مبلغ بشارت احمد صاحب نے اُن سے کہا کہ آپ بھی جوبلی کے جلسے کے لئے وعدہ لکھوائیں تو انہوں نے چوالیس ڈالر وعدہ لکھوایا اور جب اُنہیں تنخواہ ملی تو سیدھے مشن ہاؤس آئے اور یہ کہہ کر اپنا وعدہ ادا کر دیا کہ گھر جاؤں گا تو خرچ ہو جائیں گے۔اس طرح وہ گھر صرف بائیس ڈالر لے کر گئے۔چوالیس ڈالر وہیں دے گئے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کے اخلاص کی بھی بہت قدر کی۔تھوڑے عرصے میں اُن کو ایک اور اضافی کام مل گیا جہاں انہیں تقریباً ایک سو پچاس ڈالر اضافی ملنے شروع ہو گئے اور اب تقریباً تین ماہ سے ایک غیر ملکی کمپنی میں کام کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے اب اُن کی تنخواہ سات سو ستر ڈالر ہے۔اور انہوں نے اب وصیت بھی کر دی ہے۔جب اُن کو مربی نے کہا کہ وصیت کے بعد اب آپ کو ایک بٹا سولہ ((1/16 کے بجائے ایک بٹا دس ((1/10 چندہ دینا پڑے گا تو انہوں نے کہا میں نے جس دن سے بیعت کی ہے میں تو اُس دن سے ہی ایک بٹا دس ((1/10 دے رہا ہوں۔

اسی طرح کرغزستان کی ایک نومبائع خاتون جلدز صاحبہ (Jildiz) ہیں۔بہت مخلص ہیں۔اُن کو بیعت کئے ہوئے ایک سال ہوا ہے لیکن اس عرصے میں انہوں نے چندہ نہیں دیا تھا۔جب اُن کو چندے کے بارے میں بتایا گیا،اُس کی اہمیت واضح کی گئی اور بتایا کہ کون کونسے چندے لازمی ہیں۔کون کونسے اپنی مرضی سے آپ نے دینے ہیں۔جب اُن کو مسجد میں تحریک کی جا رہی تھی تو فوراً وہاں سے اُٹھ کے گئیں اور اگلے دن صدر صاحب کو کہا کہ میں ابھی ملنا چاہتی ہوں۔تو صدر صاحب نے کہا کہ میں تو ابھی کہیں کام جا رہا ہوں لیکن انہوں نے کہا نہیں مجھے فوراً ملنا ہے۔چنانچہ وہ آئیں اور پندرہ ہزار کرغزسُم اُن کو چندہ دے دیا۔صدر صاحب نے پوچھا کہ اتنی بڑی رقم۔انہوں نے کہا میں نے پورا حساب کیا ہے اور میری سال کی آمد پر یہ چندہ بنتا ہے اور اس میں مختلف تحریکات کا چندہ بھی ہے۔اس لئے میں دے رہی ہوں اور پورا ایک سال کا چندہ ادا کر رہی ہوں۔

تو یہ ہیں ان لوگوں کے بھی اخلاص و وفا کے قصے جو نئے احمدی ہو رہے ہیں۔قربانیاں کرنے کے لئے کس طرح ان میں جوش اور جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ان چند واقعات کے بعد اب میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور کچھ کوائف پیش کرتا ہوں۔

یکم جنوری سے وقفِ جدید کا سال بھی شروع ہوتا ہے۔چوّنواں (54واں) ختم ہوا ہے۔یہ پچپنواں (55واں) شروع ہو رہا ہے اور دنیا کی جو رپورٹس موصول ہوئی ہیں،اُس کے مطابق (افریقن ملکوں کی بعض جگہوں سے بہت ساری رپورٹس نہیں بھی آتیں یا لیٹ آتی ہیں تو شامل نہیں کی جاتیں)۔چھیالیس لاکھ ترانوے ہزار پاؤنڈ سے اوپر کی وصولی ہے۔اور گزشتہ سال کی وصولی کے مقابلے پر اللہ کے فضل سے پانچ لاکھ دس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔الحمدللہ

پاکستان حسبِ سابق پہلی پوزیشن میں ہی ہے اور باوجود اس کے کہ وہاں معاشی حالات بہت خراب ہیں،قربانیوں میں انہوں نے کمی نہیں آنے دی۔اللہ تعالیٰ اُن کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے اُن کو پناہ میں رکھے۔اُس کے بعد امریکہ ہے۔امریکہ کے بعد پھر برطانیہ ہے۔وکالتِ مال کا پہلے خیال تھا کہ برطانیہ دوسرے نمبر پر آ رہا ہے۔لیکن امریکہ والوں نے اپنی آخری رپورٹ جو مجھے بھجوائی اُس کے بعد برطانیہ کو انہوں نے تھوڑا سا پیچھے چھوڑ دیا ہے۔اور یہ تقریباً گیارہ ہزار پاؤنڈ کا بڑا معمولی فرق ہے۔جو پہلی لسٹ بنی تھی اُس میں برطانیہ نمبر دو ہی تھا لیکن اس کے بعد جو رپورٹ میرے پاس آئی اُس کے مطابق پھر ان کو نمبر تین کرنا پڑا۔لیکن برطانیہ کا جو اضافہ ہے یہ بھی غیر معمولی اضافہ ہے،بڑا حیرت انگیز ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب چندہ دینے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔حالانکہ یہاں بھی معاشی حالات خراب ہیں۔پھر یہ کہ دوسرے اخراجات بھی ہیں،چندے بھی ہیں،مسجدیں بھی تعمیر کرنے کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔اُس کے باوجود تحریکِ جدید میں بھی اور وقفِ جدید میں بھی یوکے جماعت نے غیر معمولی اضافہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا ہے اور یہی چیز ہے جس سے لگتا ہے کہ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی روح کی ان کو سمجھ آ رہی ہے۔اللہ کرے یہاں کی جماعت باقی ہر قسم کی نیکیوں میں بھی آگے بڑھنے والی ہو اور اسی طرح دنیا کی ساری جماعتیں بھی۔لجنہ یوکے نے بھی اس میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔بڑی اونچی چھلانگ لگائی تھی تحریکِ جدید میں بھی اور وقفِ جدید میں بھی۔اللہ تعالیٰ سب بہنوں اور بچیوں کو بھی جزا دے۔

برطانیہ نمبر تین ہے۔اُس کے بعد جرمنی نمبر چار پر ہے۔پھر کینیڈا ہے۔پھر انڈیا ہے۔پھر آسٹریلیا ہے۔پھر انڈونیشیا ہے۔پھر بیلجیئم ہے اور سوئٹزرلینڈ ہے۔اور مقامی کرنسی میں جو اضافہ ہے اُس کے لحاظ سے نمبر ایک پر انڈیا ہے جنہوں نے کافی غیر معمولی اضافہ کیا ہے تقریباً چھتیس فیصد۔پھر بیلجیئم ہے باوجود چھوٹا سا ملک ہونے کے،چھوٹی سی جماعت ہونے کے انہوں نے بہت بڑا جمپ (Jump) لیا ہے۔تقریباً تیس فیصد کا اضافہ ہے۔پھر آسٹریلیا ہے۔پھر برطانیہ ہے۔پھر انڈونیشیا۔اور چندوں کی ادائیگی کے لحاظ سے فی کس امریکہ پہلے نمبر پر ہے۔پھر سوئٹزرلینڈ۔پھر برطانیہ۔پھر بیلجیئم۔پھر آئرلینڈ۔لگتا ہے امریکہ تو اپنے ایک ایسے پوائنٹ پر پہنچا ہوا ہے جہاں شاید مزید جب تک تعداد میں اضافہ نہ کریں اضافہ ممکن نہیں لیکن برطانیہ میں گنجائش موجود ہے اور پوزیشن بہتر ہو سکتی ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی پانچ جماعتوں میں نمبر ایک گھانا ہے۔پھر نائیجیریا ہے۔پھر ماریشس ہے۔پھر برکینا فاسو ہے۔پھر یوگنڈا ہے۔

وقفِ جدید کا چندہ ادا کرنے والوں میں بھی اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوّے ہزار افراد کا اضافہ ہوا ہے اور چھ لاکھ نوّے ہزار تک تعداد پہنچ گئی ہے۔ابھی اس میں بہت گنجائش ہے۔افریقہ والوں کو میں نے کہا تھا کہ اس میں مزید اضافہ کریں۔نئے آنے والوں کو شامل کرنا چاہئے۔اب وکالتِ مال انشاءاللہ اُن کو اس تعداد میں اضافے کا بھی ٹارگٹ دے گی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی سختی سے فرمایا ہے کہ قربانی کی عادت شروع دن سے ڈالنی چاہئے اور افریقہ کی جماعتیں اگر اس طرف کوشش کریں تو یہاں بڑی گنجائش موجود ہے اور انشاءاللہ اس میں بہت خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔اب وکالتِ مال کی طرف سے تعداد میں اضافے کے جو بھی ٹارگٹ اُن کو جائیں وہ اُس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔چاہے معمولی رقم دیں۔اور تعداد میں بھی اس سال نائیجیریا،نائیجر اور سیرالیون اور برکینا فاسو اور سینیگال اور بینن اور یوگنڈا وغیرہ نے زیادہ کوشش کی۔گھانا کو میں نے کہا تھا انہوں نے بہت کم کوشش کی ہے۔گھانا کو اپنی کوشش تیز کرنی چاہئے۔

بالغان کا جو چندہ ہے اُس میں پاکستان کی پہلی تین جماعتیں اول لاہور ہے۔دوم ربوہ ہے اور پھر کراچی ہے۔

اضلاع میں پہلی دس پوزیشنوں میں پہلے سیالکوٹ ہے۔پھر راولپنڈی ہے۔پھر اسلام آباد ہے۔پھر فیصل آباد ہے۔پھر شیخوپورہ ہے۔پھر سرگودھا ہے۔پھر گوجرانوالہ ہے۔پھر عمرکوٹ ہے اور گجرات ہے اور بہاول نگر۔

اطفال کی تین بڑی جماعتوں میں لاہور نمبر ایک پر ہے۔کراچی نمبر دو پر۔ربوہ نمبر تین پر۔

اطفال میں اضلاع کی پوزیشن۔سیالکوٹ نمبر ایک پر ہے۔راولپنڈی نمبر دو۔اسلام آباد نمبر تین۔فیصل آباد نمبر چار۔شیخوپورہ نمبر پانچ۔گوجرانوالہ چھ۔عمرکوٹ سات۔سرگودھا آٹھ۔نارووال نو اور گجرات دس۔

امریکہ کی پہلی پانچ جماعتیں وصولی کے لحاظ سے۔لاس اینجلس اِن لینڈ امپائر نمبر ایک پر۔سلیکون ویلی نمبر دو پر۔ڈیٹرائٹ تین پر۔شکاگو چار اور سی ایٹل (Seatle) پانچ۔

اور برطانیہ کی پہلی دس جماعتیں ہیں۔رینیز پارک ایک نمبر پر۔دو پر نیو مالڈن۔تین ووسٹر پارک۔نمبر چار پر فضل مسجد۔پانچ پر ویسٹ کرائیڈن۔چھ برمنگھم ویسٹ۔سات لیمنگٹن سپا۔آٹھ مانچسٹر ساؤتھ۔نو جلنگھم اور دس ساؤتھ ہال۔

اور برطانیہ کے ریجنز کے لحاظ سے پانچ ریجنز ہیں۔ساؤتھ ریجن نمبر ایک پر۔پھر مڈلینڈ۔لنڈن۔اسلام آباد اور مڈل سیکس۔

جرمنی کی پہلی پانچ ریجنز ہیں۔ہیمبرگ نمبر ایک پر۔فرینکفرٹ نمبر دو۔گروس گیراؤ نمبر تین۔ڈارمسٹڈ نمبر چار اور ویزباڈن نمبر پانچ۔

جرمنی میں دس جو جماعتیں ہیں ان میں نمبر ایک پر روڈر مارک۔کولون۔فلورز ہائم۔نوئیس۔نیڈا۔فلڈا، فریدبرگ۔روڈ باگو۔مہدی آباد نمبر نو اور ہناؤ نمبر دس۔

کینیڈا کی پہلی جماعتیں۔پیس ویلیج نمبر ایک۔ریکس ڈیل۔ویسٹن ساؤتھ۔ووڈبرج،ایڈمنٹن۔

دفتر اطفال میں کینیڈا کی پہلی پانچ جماعتیں۔ویسٹن ساؤتھ۔پیس ویلیج ساؤتھ۔ویسٹن نارتھ ویسٹ۔ڈرہم اور ہملٹن نارتھ۔

بھارت کی جماعتیں۔نمبر ایک پر کیرالہ ہے۔پھر تامل ناڈو،جموں کشمیر،آندھرا پردیش،ویسٹ بنگال، کرناٹک،پنجاب،اڑیسہ،اتر پردیش،مہاراشٹر اور دہلی ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے انڈیا کی جماعتیں۔کالی کٹ،کیرولائی،کنانور ٹاؤن،قادیان،حیدرآباد،کوئمبتور، کولکتہ،چنائی،بینگلور،رِشی نگر اور کارُوناگاپلی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کے،جنہوں نے وقفِ جدید کے چندے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا،کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور اس کے ساتھ ہی جیسا کہ میں نے کہا آئندہ سال کا بھی آج ہی اعلان کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو پہلے سے بڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان قربانیوں میں برکت بھی

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

ڈالے۔اور جماعت کا جو مال ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ بے انتہا برکت ڈالے۔دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں اُس میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو جماعت کو اپنے منصوبے جاری رکھنے اور اُن کو مکمل کرنے اور اُن میں مزید خوبصورتی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے اس کے بغیر تو کوئی گزارہ نہیں ہوسکتا۔اس لئے دعاؤں میں، مال میں برکت کے لئے بھی بہت دعا کیا کریں۔

آخر میں آج نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ یہ جنازہ ہمارے معروف شاعر اور بزرگ شاعر محترم عبدالمنان ناہید صاحب ابن حضرت خواجہ محمد دین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے، اُن کا جنازہ ہے۔یکم جنوری 2012ء کو ترانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

منّان صاحب ایک معزز کشمیری خاندان میں 1919ء میں پیدا ہوئے تھے۔والد صاحب کا نام خواجہ محمد دین تھا جیسا کہ بتایا ہے۔اور حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹیؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے،ان کے نانا تھے۔ (ماخوذ از سیل غم۔پبلشر: ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل۔صفحہ ٹائٹل پیج نمبر 4

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناہید صاحب کی والدہ محترمہ حاکم بی بی صاحبہ کے پھوپھا تھے اور اُنہی کے گھر میں اِن کی والدہ کی پرورش ہوئی ہے اور چونکہ قادیان میں قیام تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بھی بہت زیادہ آنا جانا تھا۔اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اماں جان کے پیار اور شفقت سے بھی ان کی والدہ نے خوب حصہ لیا۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل جلد 62-97 نمبر 3 مورخہ 4 جنوری 2012 صفحہ 8)

مکرم ناہید صاحب جیسا کہ جماعت کے بہت سارے صاحبِ ذوق لوگ جانتے ہیں (ویسے بھی لوگ جانتے ہیں) بڑے معروف شاعر تھے اور ان کی نظمیں اور غزلیں بڑی گہری ہوا کرتی تھیں۔ابتدائی تعلیم انہوں نے سیالکوٹ میں حاصل کی۔1940ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے کیا اور 41ء میں ایم اے میں داخلہ تو لیا لیکن اس سے پہلے ہی ان کو ملازمت مل گئی۔تو انہوں نے پڑھائی کو چھوڑ دیا۔

(ماخوذ از شعرائے احمدیت از سلیم شاہجہانپوری صاحب صفحہ 644۔ناشر: ابو العارف۔مطبع: شریف سنز کراچی۔طبع اول)

اور 1942ء میں ملٹری اکاؤنٹس میں بھرتی ہوئے اور اسی محکمے سے 1978ء میں ڈپٹی کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔مختلف جگہوں پر خدمت کی، کام کرنے کی توفیق ملی۔

(ماخوذ از ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت صفحہ 535۔مرتبہ: خواجہ منظور صادق صاحب۔مطبع بلیک ایرو پرنٹرز لاہور 2004ء)

اور جہاں جہاں بھی رہے وہاں جماعت کے کاموں میں بھی حصہ لیتے رہے۔بڑے دھیمے مزاج اور عاجزی اور انکساری کے پیکر تھے۔بڑے اچھے شاعر تھے لیکن جو اپنے جونیئر شعراء تھے، نوجوان شعراء تھے اُن کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ادب اور احترام اور بڑے سلیقے کے ساتھ بات کرتے تھے۔ جماعتی مشاعروں کا لازمی حصہ ہوا کرتے تھے۔ بڑے نیک انسان تھے۔ یہاں بھی دو دفعہ آئے ہیں۔مشاعروں میں حصہ لیا۔ خلافت رابعہ میں بھی اور میرے وقت میں بھی۔

شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی ان کی کوشش ہوتی تھی۔امانت داری اور دیانت داری کی بڑی عمدہ مثال تھے۔نماز، روزے کے پابند اور باقاعدگی سے تہجد پڑھنے والے تھے۔غرباء کے ساتھ ہمدردی اور عفوو درگزر کا سلوک بہت زیادہ تھا۔خلفاء اور بزرگانِ سلسلہ کا بیحد احترام تھا۔خلافتِ احمدیہ کے تو بہت زیادہ اطاعت گزار تھے۔ ان کو صفِ اول کے وفاداروں میں کہنا چاہئے۔جماعتی مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔غرض کہ بےنفس انسان تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ان کی اہلیہ کی وفات تو ان سے پہلے ہوگئی تھی اور اولاد ان کی کوئی نہیں تھی۔ایک بیٹا انہوں نے پالا تھا۔اور جس بیٹے کو انہوں نے پالا تھا اللہ تعالیٰ اُس کو بھی ان کے زیرِ سایہ پلنے بڑھنے کا جو اثر ہے اُس پر ہمیشہ قائم رکھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس کو بھی جماعت کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ اخلاص و وفا کے ساتھ ان کے اس لے پالک کو بھی، اُن کے بچوں کو بھی توفیق دیتا رہے۔ ✿✿✿

"اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں"

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

مقابلہ انعامی مقالہ نویسی

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت سال 2012ء

ہندوستان بھر کے احمدی احباب مرد و خواتین، طلباء و طالبات کے اندر مقالہ نویسی کی قابلیت کو فروغ دینے کے لئے اور ان کی مخفی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے ہر سال نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جانب سے انعامی مقالہ نویسی کا مقابلہ کرایا جاتا ہے۔امسال انعامی مقالہ کے لئے درج ذیل عنوان مقرر کیا جاتا ہے۔

عنوان: قرآن کریم خالص سائنس اور سوشل سائنس میں تحقیق کرنے میں کس طرح رہنمائی کرتا ہے۔

How does Holy Quran guide in doing Research in Pure Sciences and Social Sciences.

مقالہ نگار درج ذیل امور کو ضرور ملحوظ رکھیں:-

☆ یہ امر ضروری نہیں ہے کہ صرف وہی احباب جنہوں نے اپنے تعلیمی فیلڈ میں اس مضمون کے بارہ میں مطالعہ کیا ہو وہی مقالہ لکھ سکتے ہیں بلکہ اس بارہ میں مختلف کتب و انٹرنیٹ سے کافی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور ہر ایک چاہے جس فیلڈ سے بھی اس کا تعلق ہو اس عنوان پر مقالہ لکھ سکتا ہے۔

☆ مقالہ لکھنے سے قبل قرآن کریم کی اُن آیات پر غور کریں جن میں خالص سائنس اور سوشل سائنس کے بارہ میں بتایا گیا ہے۔

☆ نیز اپنے مضمون میں یہ بھی بیان کرنے کی کوشش کریں کہ عصر حاضر میں ہونے والی تحقیق چاہے خالص سائنس ہو یا پھر سوشل سائنس ہو، انکے بارہ میں کس طرح قرآن کریم نے ہماری رہنمائی کی۔

☆ اس سلسلہ میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام نیز 'الاسلام' ویب سائٹ سے بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ خالص سائنس کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ ترجمۃ القرآن سے اور کتاب "الہام عقل علم اور سچائی" سے مدد لی جاسکتی ہے۔نیز سوشل سائنس کے بارہ میں کتاب "اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل" سے مدد لی جاسکتی ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات، خطابات، کلاسز جو الاسلام ویب پر ہیں اُن سے بھی اس سلسلہ میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا امور کا خاکہ بنا کر اور اس موضوع کے بارے میں اپنی تحقیق کے ذریعہ اپنے مقالہ کو مزیّن کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

شرائط مقالہ: ☆ مقالہ کم از کم 5000 الفاظ پر مشتمل ہو۔(یہ الفاظ مقالہ نگار کے اپنے ہونے چاہئیں۔ حوالہ جات جو Quote ہوتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہوں گے۔)

☆ مقالہ اردو، انگریزی اور ہندی میں سے کسی ایک زبان میں لکھا جاسکتا ہے۔

☆ مقالہ خوش خط اور صفحہ کے 3 / 2 حصہ میں لکھا گیا ہو۔کاغذ کی پشت پر لکھا نہ جائے۔

☆ مقالہ میں سرخ روشنائی کا استعمال نہ کیا جائے۔ ☆ اس مقالہ میں حصہ لینے کے لئے کوئی عمر قید نہیں ہے۔

☆ مقالہ کے حوالہ جات مستند و مکمل ہوں۔مثلاً کسی کتاب کا حوالہ پیش کرنے کی صورت میں نام کتاب، صفحہ نمبر، سن اشاعت، مقام اشاعت، پبلشر وغیرہ معلومات درج کی جائیں۔

☆ اخبار و رسائل کا حوالہ پیش کرنے کی صورت میں نام اخبار، نمبر شمارہ، تاریخ / ماہ اشاعت، مقام اشاعت، صفحہ نمبر، کالم نمبر، ایڈیٹر و مضمون نگار کے نام وغیرہ معلومات درج کی جائیں۔اخبار کی کٹنگ منسلک کرنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ مقالہ نگار کو نظارت تعلیم میں اپنا مقالہ جمع کرنے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

☆ مقالہ نگار کیلئے ضروری ہوگا کہ پہلے صفحہ پر مقالہ نگار اپنا نام۔مکمل پتہ، فون نمبر درج کرے۔

☆ مقالہ کے جملہ حقوق نظارت کے حق میں محفوظ ہوں گے۔کسی مقالہ نگار کو از خود مقالہ کی اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔ ☆ مقالہ میں اول، دوئم اور سوئم آنے والوں کو علی الترتیب -/5000, -/4000, -/3000 روپے نقدی انعام سے نوازا جائے گا۔

☆ مقالہ 30 ستمبر 2012ء تک بذریعہ رجسٹری ڈاک یا دستی نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان میں پہنچ جانا چاہئے۔ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

خطبہ جمعہ

استغفار جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقصد کو پورا کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور زمانے کے فسادوں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے انسان کو بچاتا ہے۔ اُن راستوں پر چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے راستے ہیں جن سے دنیا و آخرت سنورتی ہے، وہاں انسان کی ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مشکلات سے نکلنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر فضل فرمایا کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے

جس نے ہمیں عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اُس کے فضلوں کو سمیٹنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن اس سے حقیقی فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں مستقل استغفار کرتے چلے جانے کی بھی ضرورت ہے جسے ہر احمدی کو حرزِ جان بنانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13 رجنوری 2012ء بمطابق 13 رصلح 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا اللّٰهَ إِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ۔ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ۔ (هود:3-4)

یہ سورۃ ہود کی آیات تین اور چار ہیں۔ ان کا ترجمہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مَیں یقیناً تمہارے لئے اُس کی طرف سے ایک نذیر اور بشیر ہوں۔ نیز یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو۔ پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ معیشت عطا کرے گا۔ اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اُس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً مَیں تمہارے بارے میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

دنیا میں آجکل کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً ہر جگہ ہی فساد برپا ہے اور یہ انسان کا اپنی پیدائش کے اصل مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کو بھولنے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب عبادت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور عبادت کیا ہے؟ صرف پانچ فرض پورا کرنے کے لئے پانچ وقت نمازیں ادا کرنا یا پڑھ لینا ہی کافی نہیں ہے۔ ان نمازوں کو بھی سنوار کر پڑھنے کی ضرورت ہے اور پھر صرف نمازوں کے ظاہری سنوار سے ہی عبادت کا حق ادا نہیں ہو جاتا بلکہ اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی ہر معاملے میں پیروی کرنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ان صفات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرنے کی ضرورت بھی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ جب یہ حالت ہو گی تو ایک انسان عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والا بن سکتا ہے، ایک مومن بن سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''ایک عجیب بات سوال مقدر کے جواب کے طور پر بیان کی گئی ہے یعنی اس قدر تفاصیل جو بیان کی جاتی ہیں۔ ان کا خلاصہ اور مغز کیا ہے؟'' (بے انتہا تفاسیر بیان کی گئی ہیں، تفصیلیں بیان کی گئی ہیں، قرآن شریف میں احکامات ہیں، اُن کا خلاصہ اور مغز کیا ہے؟ فرمایا کہ) ''أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا اللّٰهَ (ہود:3) خدا تعالیٰ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کی پرستش نہ کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علّت غائی یہی عبادت ہے''۔ (یہی اُس کی پیدائش کا بنیادی مقصد ہے۔) ''جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57) عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دُور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنادے، جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے''۔ (فصل لگانے سے پہلے) ''عرب کہتے ہیں مَوْرٌ مُعَبَّدٌ۔ جیسے سُرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنالیتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر، پتھر، ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا رُوح ہی رُوح ہو اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے'' (فرمایا کہ اگر یہ درستی اور صفائی شیشے کی کی جاوے) ''تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے۔ اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 347-346۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے عبادت کہ اپنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی خاطر کر لو۔ اس طرح زمین ہموار کرو جس طرح ایک زمیندار فصل لگانے سے پہلے کرتا ہے۔ اس طرح اپنے دل کو چمکاؤ جس طرح ایک صاف شفاف شیشہ چمک رہا ہوتا ہے جس میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب ایسی صورت ہو گی تو جس طرح زمیندار کی اچھی طرح تیار کی گئی زمین میں پھل لگتے ہیں اور اچھے پھل لگتے ہیں، اُسی طرح دل میں بھی، انسان کی روح میں بھی اچھے پھل لگیں گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''جب تک ماسوائے اللہ کے کنکر اور سنگریزے زمینِ دل سے دور نہ کر لو اور اُسے آئینے کی طرح مصفّٰی اور سرمہ کی طرح باریک نہ بنالو، صبر نہ کرو''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 348۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ چیز ہے کہ مسلسل کوشش کرتے چلے جاؤ اور اُس وقت تک ایک مومن کو نہیں بیٹھنا چاہئے، صبر نہیں کرنا چاہئے جب تک اپنی یہ حالت نہ کر لے۔ پس آجکل کے فساد سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان براہِ راست کسی فساد میں یا شر میں ملوث نہیں بھی ہوتا لیکن پھر بھی ماحول کے زیرِ اثر وہ فساد اور شر اُس پر بھی اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ اُن کا حصہ بن رہا ہوتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اُس میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے نہ صرف حقوق کی ادائیگی نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ انسان لاشعوری طور پر ظلم میں بھی حصہ دار بن جاتا ہے۔ اس کی موٹی مثال تو آجکل احمدیوں کے ساتھ جو بعض ملکوں میں ہو رہا ہے اُس کی ہے۔ بعض لوگ جو احمدیت کے

بارے میں کچھ جانتے بھی نہیں وہ بھی مخالفینِ احمدیت کی وجہ سے اور خاص طور پر پاکستان میں ملکی قانون کی وجہ سے بے شمار جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جہاں نازیبا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں وہاں دستخط کرتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کی عبادتیں لاشعوری طور پر خدا تعالیٰ کے بجائے ان دنیاداروں کے قرب حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ بظاہر وہ نمازیں ادا کر رہے ہیں لیکن دل میں نہ سہی لیکن لاشعوری طور پر وہ اُن نیکیوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ اور یہ چیز کہ جب دین کو دنیا کے ساتھ ملا لیا جائے اور دین میں جب بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو جائے تو پھر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی پامالی ہوتی ہے۔ مذاہب کی تاریخ میں ہمیشہ اسی طرح سے ہوتا آیا ہے کہ ایک وقت میں آ کے دین میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے قوموں میں انبیاء کا سلسلہ جاری رکھا ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب دین اپنی اَصل سے ہٹ جائے، اُس کی روح ختم ہونی شروع ہو جائے تو پھر قوموں کو وارننگ کے لئے، اُن کو صحیح دین کی طرف واپس لانے کے لئے، عبادت کی روح قائم کرنے کے لئے، انبیاء براہِ راست خدا تعالیٰ سے رہنمائی پا کر اپنا کردار ادا کریں۔ اور جب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو جہاں آپؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقیقی اسلوب اور طریقے مسلمانوں کو سکھائے گئے، ماننے والوں کو سکھائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانِ کامل تھے جن میں خدا تعالیٰ کی صفات جس حد تک ایک بشر میں کاملیت کے ساتھ پیدا ہو سکتی ہیں، پیدا ہو گئیں تو پھر ہمیں حکم فرمایا کہ یہ رسول تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اس کی پیروی کرو گے تو مجھ تک پہنچو گے۔ یہ وہ رسول ہے جس کی نمازیں اور نوافل ہی عبادت نہیں تھے بلکہ ہر قول و فعل عبادت تھا۔ پس یہ عبادت کے معیار حاصل کرو۔ گو دین اب تا قیامت اس پیارے نبی کی لائی ہوئی شریعت سے مکمل ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے خود بھی فرما دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہلوایا کہ جس طرح ہمیشہ سے یہ طریق چلا آیا ہے کہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد دین میں اپنی بنیاد سے دوری پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں میں بھی حالتِ فساد اور دین سے دوری پیدا ہو گی۔ باوجود اس کے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ کوئی نبی آپ کے بعد شریعت لے کر نہیں آسکتا۔ آپ کی کتاب آخری شرعی کتاب ہے۔ اُس کے باوجود فرمایا کہ یہ حالت پیدا ہو گی کہ دین سے دوری پیدا ہو جائے گی اور جب یہ دوری اپنی انتہا کو پہنچے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ کا عاشقِ صادق دین کو دنیا پر قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے گا اور عبادت کی حقیقت بیان کرے گا۔ اور وہ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلامِ صادق ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی کرے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک مسلمانوں کی اکثریت اس بات کو نہیں سمجھ رہی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی حقیقی عبادت کی طرف بلا رہا ہے اُس سے دور رہ کر اپنے اپنے طریق پر مسلمانوں کا ہر فرقہ جو ہے وہ اپنا اپنا طریق اپنائے ہوئے ہے۔ جس سے دنیا میں، خاص طور پر مسلمان دنیا میں، سوائے فساد کے اَور کچھ پیدا نہیں ہو رہا۔ اور یہی نہیں بلکہ ایسے لوگ اسلام کی بدنامی کا بھی موجب بن رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے آج سے چودہ سو سال پہلے نذیر تھے، آج بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت کے آخر میں فرمایا کہ: اِنَّنِیْ لَکُمْ مِنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ۔ میں تمہارے لئے اُس کی طرف سے ایک نذیر اور بشیر ہوں۔ پس آپؐ کا زمانہ تا قیامت ہے۔ آپ تا قیامت نذیر و بشیر ہیں۔ اور آج بھی اپنوں کو بھی اور غیروں کو بھی ہوشیار کرنے والے ہیں۔ نذیر کا مطلب صرف خوف دلانا نہیں ہے بلکہ اکثر خوف دلانا نذیر کا مطلب نہیں ہوتا بلکہ ہوشیار کرنا ہے تاکہ ہوشیار ہو جاؤ۔ ان خرابیوں سے بچو۔ برائیوں سے بچو۔ آپ یہی فرماتے ہیں کہ میں نذیر ہوں۔ اسلامی تعلیم کی حقیقت سے دور ہٹ کر دین و دنیا کے نقصانات کا مورد بنو گے۔ قطع نظر اس کے کہ تم کلمہ پڑھنے والے ہو، مجھ پر ایمان لانے والے ہو لیکن اگر دین پر پوری طرح کاربند نہیں تو پھر جو نقصانات ممکن ہو سکتے ہیں وہ تمہیں بھی ہوں گے۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ اگر اس حقیقت کو سمجھ لو گے کہ آخرین میں مبعوث ہونے والا بھی قرآنی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے آیا ہے، عبادت کے طریقے سکھانے کے لئے آیا ہے تو پھر تمہیں دنیا و آخرت کی بشارتوں کی خوشخبری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے ذریعے کے بارے میں بیان فرماتے ہیں۔

''ہاں یہ سچ ہے کہ انسان کسی مزکّی النفس کی امداد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ اسی لیے اس کے انتظام و انصرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کامل نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا اور پھر ہمیشہ کے لئے آپؐ کے سچے جانشینوں کا سلسلہ جاری فرمایا''۔ فرماتے ہیں ''جیسے یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ جو کسان کا بچہ نہیں ہے۔ تلائی (گوڈی دینے) کے وقت اصل درخت کو کاٹ دے گا'' (پودوں کو کاٹ دے گا)۔ ''اسی طرح پر یہ زمینداری جو رُوحانی زمینداری ہے کامل طور پر کوئی نہیں کر سکتا جب تک کسی کامل انسان کے ماتحت نہ ہو جو تخم ریزی، آبپاشی، تلائی کے تمام مرحلے طے کر چکا ہو۔ اسی طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ مُرشد کامل کی ضرورت انسان کو ہے۔ مُرشدِ کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان و ناواقف بچہ ایک کھیت میں بیٹھا ہوا اصل پودوں کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کر رہا ہے۔ یہ گمان ہرگز نہ کرو کہ عبادت خود ہی آ جائے گی۔ نہیں۔ جب تک رسول نہ سکھلائے انقطاع الی اللہ اور تبتّلِ تام کی راہیں حاصل نہیں ہو سکتیں''۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ اُس کے آگے اُس کی پہچان نہیں ہو سکتی)۔ فرمایا کہ ''پھر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو۔ اس کا علاج خود ہی بتلایا''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 348۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور اس کا علاج اللہ تعالیٰ نے کیا بتلایا؟ علاج اس کا استغفار بتایا کہ استغفار کرو۔ خالص ہو کر استغفار کرو گے، اللہ تعالیٰ کے رسول کی پیروی کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے گناہوں سے معافی مانگو گے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے دور رہنے کا عزم اور کوشش کرو گے تو وہ حقیقی استغفار ہو گا۔ لیکن یہ واضح ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سچے جانشینوں کو بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور پھر اس کے بعد اس زمانے میں بلکہ آئندہ زمانوں تک کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہیں، جو خاتم الخلفاء ہیں۔ پس حقیقی استغفار کرنے والے اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے کی یقیناً خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے گا اگر وہ سچے جانشین کی حقیقی اِتّباع بھی کرنے والا ہو اور اُس کے حکموں پر چلنے والا بھی ہو۔ وہ اُس کے بھیجے ہوئے فرستادے کو قبول کرے پھر اُس تعلیم پر عمل کرے جو دی جا رہی ہے۔ بہرحال جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج استغفار بتایا ہے۔

دوسری آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں استغفار کا طریق سکھایا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ استغفار کس طرح کرنی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: نیز یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ معیشت عطا کرے گا اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اُس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً میں تمہارے بارے میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ حقیقی استغفار کرنے والے کی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ اس آیت کے شروع میں اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ اُس سے اُس کی مدد کے طالب ہو، اُس سے دعائیں کرو کہ وہ تمہارے دلوں کے زنگ دھو کر خالص بندہ بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے وعدے کے مطابق مدد فرماتا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص آج ایک راستہ اختیار کرتا ہے، کل دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے، استغفار میں مستقل مزاجی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ استغفار نہیں ہے۔

پس حقیقی استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُن جذبات و خیالات سے بچنے کی دعا مانگی جائے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں روک ہیں اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا، یہ جذبات دبانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو پھر تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ کی حالت پیدا ہو گی۔ وہ حالت پیدا ہو گی جب انسان پھر مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر جب یہ حالت ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی استغفار اور توبہ صرف الفاظ دہرا لینا یا منہ سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حالت کی تبدیلی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ جب انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے تو پھر انسان کے لئے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا ہے دینی اور دنیاوی فائدے ملتے ہیں۔ دنیا و آخرت کے فائدے اسی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد انسان بنتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں استغفار کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ (ھود: 4) یاد رکھو کہ یہ دو چیزیں اس اُمّت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے''۔ (ایک چیز جو ہے وہ قوت اور طاقت حاصل کرنے کے لئے ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جس سے انسان برائیوں اور گناہوں سے بچے۔ اور دوسری چیز یہ کہ جو قوت حاصل ہو گئی، جو طاقت حاصل ہو گئی پھر اُس کا عملی اظہار بھی ہو۔ پھر انسان کا ہر قول و فعل اُس کے مطابق ہو جو اللہ تعالیٰ نے احکامات دیئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں) فرمایا: ''قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں''۔ (اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ استغفار جو ہے اُس کا دوسرے لفظوں میں نام اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ہے) ''صُوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اُٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے۔ اسی طرح پر رُوحانی مگدر استغفار ہے''۔ (مسلسل استغفار کرنے سے انسان کی روحانی حالت بہتر ہوتی ہے، طاقت آتی ہے) فرمایا کہ ''اس کے ساتھ رُوح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے''۔ (جو چاہتا ہے کہ اپنی روحانی طاقت میں اضافہ کرے اُس کو زیادہ سے زیادہ استغفار کرنی چاہئے) ''غَفَر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ اِستغفار سے انسان اُن جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں''۔ (استغفار کرتے رہو تو ان جذبات اور خیالات کو انسان دبائے گا جو اس بات سے روکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی کی جائے۔ جو نیکیوں سے روکتے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآنِ کریم میں سینکڑوں احکامات کی صورت میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر ایک آدھ حکم کو بھی اور نیکی کو بھی تم اہمیت نہیں

دیتے تو اس کا مطلب ہے تم پوری کوشش نہیں کر رہے) فرمایا ”پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کر کے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔اُن پر غالب آوے“۔(اب زہریلے مواد کیا ہیں؟ شیطان کے مختلف حملے ہیں۔دنیا کی چکا چوند ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں جن کے بارے میں نہ کرنے کا حکم ہے، اُن سے بچنا۔یہ سب زہریلے مواد ہیں۔تو جب استغفار کرے گا تو ان زہریلے مواد سے، ان بری باتوں سے، ان بدیوں سے انسان بچے گا اور نیکیاں جو ہیں ان برائیوں پر غالب آ جائیں گی) پھر فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھائے۔یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں۔ایک سمّی مادہ ہے جس کا مؤکل شیطان ہے“ (یعنی ایک زہریلا مادہ ہے جس کی ترغیب دینے والا، جس کی طرف توجہ دلانے والا، جس سے کام لینے والا شیطان ہے، یہ زہریلا مادہ ہے) ”اور دُوسرا تریاقی مادہ ہے“۔(علاج کرنے کا مادہ ہے، برائیوں کا علاج کس طرح کیا جائے اور یہ دونوں چیزیں انسان کے اپنے اندر موجود ہیں، زہریلا مادہ بھی اور تریاقی مادہ بھی۔برائیاں بھی انسان کے اندر موجود ہیں اور اچھائیاں بھی انسان کے اندر موجود ہیں۔اگر اچھائیوں سے برائیوں کو نہیں دباؤ گے، نیکیوں سے برائیوں کو نہیں دباؤ گے، اللہ تعالیٰ کے غفران کے نیچے اُس کی مدد مانگتے ہوئے نہیں آؤ گے تو وہ برائیاں قبضہ جما لیں گی۔) فرمایا کہ ”جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمّی قوت غالب آجاتی ہے“ (پس جب استغفار نہیں ہوگا تو دلوں پر قبضہ کرنے والی جو چیز ہے وہ تکبر ہے جو استغفار سے بھی روکتی ہے۔جب انسان تکبر کرتا ہے اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے اور جو تریاقی چشمہ ہے، جو استغفار ہے، اُس سے اگر مدد نہیں لیتا تو زہریلی قوت جو ہے وہ پھر انسان پر غالب آ جاتی ہے)۔فرمایا: ”لیکن جب اپنے تئیں ذلیل وحقیر سمجھتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کی روح گداز ہو کر بہہ نکلتی ہے۔اور یہی استغفار کے معنی ہیں“۔

پس حقیقی استغفار کیا ہے؟ ایسی استغفار جس سے روح گداز ہو کر بہہ نکلے۔اور یہ روح گداز ہونا زبانی منہ سے استغفار کرنا نہیں ہے بلکہ وہ استغفار ہے کہ دل سے ایک جوش کی صورت میں استغفار نکلنی چاہئے۔اور جب یہ نکلتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے آنکھ کے پانی کی صورت میں بہتی ہے تو پھر یہ ایک انسان میں انقلاب پیدا کرتی ہے اور تبدیلی لاتی ہے۔

فرمایا: ”یعنی یہ کہ اس قوت کو پا کر زہریلے مواد پر غالب آجاوے“۔(جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ استغفار سے طاقت آتی ہے۔اور وہ طاقت اُس استغفار سے آتی ہے جو دلی جوش سے نکل رہا ہو جیسا کہ بیان ہوا ہے اور آنکھ کے پانی کی صورت میں اُس کا اظہار ہو رہا ہو۔وہ استغفار حقیقی استغفار ہے جو انسان میں ایک تبدیلی پیدا کرتا ہے)۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”غرض اس کے معنی یہ ہیں کہ عبادت پر یوں قائم رہو۔اوّل رسول کی اطاعت کرو۔دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو“۔فرمایا کہ ”ہاں پہلے اپنے ربّ سے مدد چاہو۔جب قوت مل گئی تو تُوْبُوْا اِلَیْہِ یعنی خدا کی طرف رجوع کرو“۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 349-348۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق رسول کی اطاعت ہے۔اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا ہے۔پس اوّل رسول کی اطاعت ہے۔پھر مسلسل اللہ تعالیٰ کی طرف اگر انسان جھکا رہے گا، اُس سے مدد مانگتا رہے گا تو تب وہ حالت پیدا ہوگی جو تُوْبُوْا اِلَیْہِ کی حالت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ پھر توبہ قبول کر کے اُس کو برائیوں سے روکے۔ تُوْبُوْا اِلَیْہِ کو مزید کھولتے ہوئے ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے“۔(یعنی استغفار توبہ سے پہلے ہے اور اہم ہے) ”کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے“۔(استغفار پہلے ہے کہ اس سے مدد اور قوت ملتی ہے، طاقت ملتی ہے۔اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے آنسو بہائے جاتے ہیں۔دل ہر قسم کی ملونی سے صاف کیا جاتا ہے۔تو یہ اس لئے پہلے ہے کہ جب یہ استغفار ہوگی اور اللہ تعالیٰ سے مانگو گے اور جب یہ ہو جائے گا تو پھر انسان کا دوسرا قدم جو ہے وہ توبہ ہے جو اپنے پاؤں پر مستقل مزاجی سے کھڑا ہونا ہے۔توبہ کے لئے بھی پھر مستقل مزاجی سے استغفار کرتے ہوئے توبہ کی حفاظت کرنی ہوگی۔صرف کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرنا جس طرح آجکل بعض جگہوں پر رواج ہے یہ توبہ نہیں ہے بلکہ پہلے استغفار سے قوت حاصل کرو۔پھر اُس مقام پر پہنچو جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے، نیکیوں کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو جائے۔یہ توبہ ہوگی اور جب یہ حاصل ہوگی تو پھر اس کو قائم رکھنے کے لئے استغفار ضروری ہے) فرماتے ہیں کہ ”عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جاوے گی جس کا نام تُوْبُوْا اِلَیْہِ ہے۔اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے۔غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوت نہ پائے گا، کیا کر سکے گا۔توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے۔اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔پھر اگر اس طرح پر استغفار کرو گے اور پھر توبہ کرو گے تو نتیجہ یہ ہوگا۔ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعاً حَسَناً اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (ھود:4)“ (کہ ایک مقررہ میعاد تک اللہ تعالیٰ اچھی طرح والا سامان عطا کرے گا)۔فرمایا کہ ”سنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پالو گے۔ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے“۔(یعنی ہر ایک چیز کو حاصل کرنے کی جو قوت ہے، کسی چیز کو دریافت کرنے کی قوت، حاصل کرنے کی جو قوت ہے، پانے کی قوت ہے، طاقت ہے، اُس کے لئے ایک دائرہ ہے) ”جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے“۔(اپنی اپنی استعداد کے مطابق ایک دائرہ ہے جس میں ہر انسان اپنی ترقی کے جو درجے جو ہیں وہ حاصل کرتا ہے) فرمایا کہ ”ہر ایک آدمی نبی، رسول، صدیق، شہید نہیں ہو سکتا“۔(یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن فرماتے ہیں کہ) ”غرض اس میں شک نہیں کہ تفاضلِ درجات امر حق ہے“۔(یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک ہر مقام پر نہیں پہنچ سکتا اور جو درجوں میں فضیلت ہے وہ قائم ہے۔فرمایا کہ) ”اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان امور پر مواظبت کرنے سے ہر ایک سالک اپنی اپنی استعداد کے موافق درجات اور مراتب کو پالے گا“۔(مواظبت کا مطلب ہے کوشش کرتے چلے جانا اور مستقل مزاجی سے کام پر لگے رہنا، ان کاموں میں جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اگر مستقل مزاجی سے لگا رہے گا، کوشش کرتا رہے گا تو ہر انسان جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پانے کی جو بھی اپنی کوشش کر رہا ہے، اپنی استعداد کے مطابق جو بھی اُس کی استعداد ہے، وہ اپنے درجے اور مرتبے کو پالے گا) ”یہی مطلب ہے اس آیت کا وَیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ (ھود:4)“ (کہ ہر ایک فضیلت والے شخص کو اپنا فضل عطا فرمائے گا۔اور جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ اس فضیلت کی وجہ سے، دینی برکات روحانی برکات ہر ایک کو اس زمانے میں بھی ملتی ہیں، اور اگلے جہان میں بھی ملتی ہیں)۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”لیکن اگر زیادت لے کر آیا ہے تو خدا تعالیٰ اس مجاہدہ میں اس کو زیادت دے دے گا“ (یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کس کو کتنا دینا ہے۔وہ فضل بھی ساتھ چل رہا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بے انتہا بڑھا کر دینا چاہتا ہے تو اس توبہ اور استغفار کی وجہ سے پھر اُس کو اللہ تعالیٰ بڑھا کر بھی دے دے گا لیکن پہلی شرط یہی ہے کہ مجاہدہ ہو اور استغفار ہو اور توبہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بڑھائے گا) فرمایا کہ ”اور اپنے فضل کو پالے گا جو طبعی طور پر اس کا حق ہے۔ذِی الْفَضْل کی اضافت مِلکی ہے“۔(اللہ تعالیٰ کیونکہ مالک ہے، طاقتور ہے، اُس کی اپنی وجہ سے یہ اضافہ ہے۔صرف محنت کا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ مالک ہونے کی وجہ سے اپنے فضل کو بڑھا کر جتنا مرضی چاہے دے سکتا ہے اور یہ بہرحال ہے کہ اللہ تعالیٰ استغفار کرنے والوں اور اپنی طرف بڑھنے والوں اور کوشش کرنے والوں کو اپنے فضل سے نوازتا ہے) فرمایا کہ ”ذِی الْفَضْل کی اضافت مِلکی ہے۔مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ محروم نہ رکھے گا“۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”بعض لوگ کہتے ہیں کہ میاں ہم نے کوئی ولی بننا ہے؟ جو ایسا کہتے ہیں وہ دنی الطبع کافر ہیں“۔(یعنی گناہگار ہیں، کافر ہیں) ”انسان کو مناسب ہے کہ قانون قدرت کو ہاتھ میں لے کر کام کرے“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 350-349۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے ایک قانون بنایا ہوا ہے، استغفار توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے، اُس کو استعمال کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے۔اپنی پوری کوشش کرو۔باقی اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔وہ ہر ایک کو اُس کے درجے کے مطابق، اُس کی استطاعت کے مطابق نوازتا ہے۔

اس علمی اور روحانی باتوں کی جو بحث تھی اس کے ساتھ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مجالس کی کچھ باتیں بیان کرتا ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس میں لوگ سوال کرتے تھے، ایک ایسی مجلس میں آپ نے استغفار کی اہمیت آپ نے کس طرح واضح فرمائی، اس بارے میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں؟۔اُس زمانے میں بھی رواج تھا، لوگوں کو وظیفہ پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔اب بھی ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ:

”استغفار بہت پڑھا کرو۔انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدانجام سے بچالے“۔(دو انسان کی حالتیں ہیں یا گناہ نہ کرو اور اگر گناہ ہو گیا ہے اور غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس گناہ کے بدانجام سے انسان کو بچائے)۔فرمایا کہ ”سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے“۔(جب استغفار پڑھ رہے ہو تو دونوں معنوں کا لحاظ رکھو۔یہ بہت بڑا وظیفہ ہے کہ ایک تو انسان گناہ نہ کرے، گناہ سے بچنے کی دعا مانگے اور پھر یہ کہ اگر ہو گیا ہے تو اُس کا بدانجام ظاہر نہ ہو۔فرمایا) ”ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہئے۔اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہئے۔نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو۔یہ ضروری ہے“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 525۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے استغفار کا مقصد کہ گناہ کی معافی اور گناہ سے بچنا۔اور گناہوں کی تفصیل جاننے کے لئے قرآن کریم کے احکامات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکاف عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

پھر ایک مجلس میں ایک شخص آیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس مجلس میں بیٹھے تھے، اُن کا واقف تھا۔ جب اُن کو آ کے ملا، تو انہوں نے اُس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کہ یہ شخص کئی پیروں، فقیروں اور گدیوں میں پھرا ہے، بڑے مشائخ کے پاس سے ہو کے آیا ہے۔ اب یہ یہاں آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو؟ بتاؤ۔ تو کہنے لگا: ''حضور! میں بہت سے پیروں کے پاس گیا ہوں۔ مجھ میں بعض عیب ہیں۔ اول میں جس بزرگ کے پاس جاتا ہوں، تھوڑے دن رہ کر پھر چلا آتا ہوں اور طبیعت اُس سے بد اعتقاد ہو جاتی ہے۔ دوم مجھ میں غیبت کرنے کا عیب ہے۔ سوم عبادت میں دل نہیں لگتا۔ اَور بھی بہت سے عیب ہیں۔

حضرت اقدس (نے فرمایا کہ): مَیں نے سمجھ لیا ہے، اصل مرض تمہارا بے صبری کا ہے۔ باقی جو کچھ ہے اس کے عوارض ہیں''۔ (اصل مرض، بیماری جو ہے وہ تمہاری بے صبری ہے۔ باقی تو اُس کی ذیلی مرضیں ہیں)۔ ''دیکھو انسان اپنے دنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا اور صبر و استقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے پھر خدا کے حضور بے صبری لے کر کیوں جاتا ہے۔ کیا ایک زمیندار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اُس کے پھل کاٹنے کی فکر میں ہو جاتا ہے؟ یا ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے۔ خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں اس قسم کی عجلت اور جلد بازی کی نظیریں اور نمونے نہیں ہیں۔ وہ سخت نادان ہے جو اس قسم کی جلد بازی سے کام لینا چاہتا ہے۔ اس شخص کو بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہئے جس کو اپنے عیب، عیب کی شکل میں نظر آ جاویں''۔ وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جس کو اپنے اندر کی برائیاں اور عیب نظر آ جائیں ''ورنہ شیطان بدکاریوں اور بداعمالیوں کو خوش رنگ اور خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے''۔ (یہ تو بہت بڑی خوبی ہے کہ اگر انسان کو احساس ہو جائے کہ میرے اندر یہ یہ برائیاں ہیں۔ کیونکہ شیطان تو اپنا کام کر رہا ہے وہ تو برائیوں کو بھی اچھا کر کے دکھاتا ہے)۔ فرمایا کہ ''پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ بغیر اس کے کچھ نہیں ہے۔ جو شخص اہل اللہ کے پاس اس غرض سے آتا ہے کہ وہ پھونک مار کر اصلاح کر دیں وہ خدا پر حکومت کرنی چاہتا ہے۔ یہاں تو محکوم ہو کر آنا چاہئے۔ ساری حکومتوں کو جب تک چھوڑتا نہیں، کچھ بھی نہیں بنتا۔ جب بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے تو وہ اپنی بہت سی شکایتیں بیان کرتا ہے''۔ (ڈاکٹر کے پاس انسان جاتا ہے تو اپنے مرض بیان کرتا ہے)۔ ''مگر طبیب شناخت اور تشخیص کے بعد معلوم کر لیتا ہے کہ اصل میں فلاں مرض ہے۔ وہ اس کا علاج شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح سے تمہاری بیماری بے صبری کی ہے۔ اگر تم اس کا علاج کرو تو دوسری بیماریاں بھی خدا چاہے تو رفع ہو جائیں گی۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو اور اُس وقت تک طلب میں لگا رہے جب تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے''۔ (آخری سانس تک لگا رہے۔) ''جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہنچاتا، انسان بامراد نہیں ہو سکتا''۔ (پس یہ مقام ہے صبر کا کہ آخری سانس تک انسان کوشش کرتا رہے۔) فرمایا کہ ''اور یوں خدا تعالیٰ قادر ہے۔ وہ چاہے تو ایک دم میں بامراد کر دے''۔ (یہ ضروری بھی نہیں کہ آخری سانس تک ہو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ ایک دم، پہلی دفعہ، ایک دعا سے ہی، ایک سجدے سے ہی دعا قبول کر لیتا ہے۔) ''مگر عشق صادق کا یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ راہ طلب میں پویاں رہے''۔ (یعنی مستقل مزاجی سے دوڑتا رہے، چلتا رہے۔) ''سعدی نے کہا ہے''۔ (ایک فارسی شعر ہے):

شرط عشق ہست در طلب مُردن''		''گر نیاید بدوست راہ بردن

(کہ اگر دوست تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو عشق کی بنیادی شرط اُس کی طلب میں، خواہش میں مرنا ہے۔ اُس کو پانے کے لئے، اُس کی طلب میں، خواہش میں مرنا یہ بنیادی شرط ہے۔) فرماتے ہیں کہ ''مرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مرض مستوی اور ایک مرض مختلف''۔ (دو قسم کے مرض ہیں ایک بیماری کا نام مستوی اور ایک مختلف۔ یہ نام نہیں بلکہ قسم ہے۔ بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک مرض مستوی کہلاتا ہے، ایک مختلف)۔ ''مرض مستوی وہ ہوتا ہے جس کا درد وغیرہ محسوس ہوتا ہے۔ اُس کے علاج کا تو انسان فکر کرتا ہے اور مرض مختلف کی چنداں پرواہ نہیں کرتا''۔ (بعض چھپے ہوئے مرض ہوتے ہیں جن کا احساس نہیں ہوتا اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔) ''اسی طرح سے بعض گناہ تو محسوس ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان اُن کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے...... خدا تعالیٰ نے تو اصلاح کے لئے قرآن شریف بھیجا ہے۔ اگر پھونک مار کر اصلاح کر دینا خدا تعالیٰ کا قانون ہوتا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک مکے میں کیوں تکلیفیں اُٹھاتے۔ ابوجہل وغیرہ پر اثر کیوں نہ ڈال دیتے؟'' (دعا سے فوراً اثر ہو جاتا)۔ ''ابوجہل کو جانے دو۔ ابوطالب کو تو آپؐ سے بھی محبت تھی'' (یعنی ابوطالب سے آپ کو محبت تھی لیکن اُس کے باوجود مسلمان نہیں ہوئے۔) ''غرض بے صبری اچھی نہیں ہوتی، اس کا نتیجہ ہلاکت تک پہنچاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 529-528۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک شخص نے قرض کے متعلق دعا کی درخواست کی کہ میرا قرض بہت چڑھ گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے'' (غموں سے بچنے کے لئے، اُن کو دُور کرنے کے لئے یہ طریق ہے کہ استغفار پڑھو۔ یعنی غموں کو ہلکا اور کم کرنے کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ پھر فرمایا) ''استغفار کلید ترقیات ہے''۔ یعنی تمہاری ترقیات کی چابی استغفار میں ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 442۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ استغفار ترقیات کے دروازے تب کھولے گی، وہ تالے تب کھلیں گے جب ویسی استغفار ہو جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کس طرح انسان کو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔

ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ میرے لئے دعا کریں میرے اولاد ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ: ''استغفار بہت کیا کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے''۔ (یعنی جب استغفار کر رہے ہو تو خدا تعالیٰ پر کامل یقین بھی ہونا چاہئے۔) ''جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 444۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ انسان کو کمزوریوں سے بچنے کے لئے استغفار بہت پڑھنا چاہئے۔ ''گناہ کے عذاب سے بچنے کے لئے استغفار ایسا ہے جیسا کہ ایک قیدی جرمانہ دے کر اپنے تئیں قید سے آزاد کرا لیتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 507۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ''بعض لوگوں پر دکھ کی مار ہوتی ہے اور وہ ان کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:9) پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہ ہو، بداعمالیاں حد سے گزر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں۔ جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اس کی محبت کا القاء کر دیتا ہے'' (جب اللہ تعالیٰ کا فضل کسی پر ہوتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں بھی اُس کے لئے محبت پیدا کر دیتا ہے) ''لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گزر جاتا ہے، اس وقت آسمان پر اس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں''، (جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا کہ اس پر فضل کی نظر نہیں کرنی تو پھر لوگوں کے دل بھی اُس کے لئے سخت ہو جاتے ہیں) ''مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھ خدا کے آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے''۔ (ہاں جب انسان سخت دل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث نہ بنے، اللہ تعالیٰ کا اُس سے اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے پھر اظہار ہو رہا ہو تو لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ استغفار کرتا ہے، توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ استغفار قبول کر لیتا ہے، توبہ قبول کر لیتا ہے اور پھر اُس کے نتیجہ میں لوگوں کے دلوں میں اُس کے لئے رحم پیدا ہو جاتا ہے، محبت پیدا ہو جاتی ہے) فرمایا ''اس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 197-196۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آج مختلف ملکوں میں ان دنیا داروں کی بداعمالیاں ہی ہیں جنہوں نے ایک فتنہ اور فساد برپا کیا ہوا ہے۔ وہی لیڈر جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو عوام کا محبوب سمجھتے تھے، عوام کی نظر میں بدترین مخلوق ہو چکے ہیں اور جو اپنے خیال میں اپنے مقام کو قائم کئے ہوئے ہیں۔ ابھی بھی اُن کی نظر میں یہ ہے کہ ہم عوام کے بہت محبوب ہیں، پسندیدہ ہیں۔ آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں کہ اُن کی بھی باری آنے والی لگتی ہے۔ غرض کہ دنیا میں یہ ایک فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ اُس کے نتیجے میں جو حکومتیں بدلی ہیں اُس نے مزید فساد پیدا کر دیا ہے اور آئندہ مزید کتنے فساد پیدا ہونے ہیں یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس لئے ہمیں بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فسادوں سے بچائے۔

پس استغفار جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقصد کو پورا کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور زمانے کے فسادوں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے انسان کو بچاتا ہے۔ اُن راستوں پر چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے راستے ہیں جن سے دنیا و آخرت سنورتی ہے، وہاں انسان کی ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مشکلات سے نکالنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے جیسا کہ بہت سارے واقعات میں نے پڑھے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت فرمائی۔ انسان استغفار سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا بھی وارث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر فضل فرمایا کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جس نے ہمیں عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اُس کے فضلوں کو سمیٹنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن اس سے حقیقی فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں مستقل استغفار کرتے چلے جانے کی بھی ضرورت ہے جسے ہر احمدی کو حرزِ جان بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۱

ھستیِ بارِی تعالیٰ صِفتِ تکلُّم کی روشنی میں

مکرم مولانا محمد عمر صاحب۔ (نائب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

محترم مولانا محمد عمر صاحب کی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے یہ تقریر مکرم مولانا محمد کلیم خان صاحب مبلغ انچارج دہلی نے پڑھ کر سنائی۔ (مدیر)

آشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۔ (شوریٰ:52)

ترجمہ:: اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اس کے اذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان والا اور حکمت والا ہے۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

تمام مذاہب کا بنیادی عقیدہ ہستی باری تعالیٰ پر مبنی ہے۔ یعنی ہر مذہب کی بنیادی تعلیم اس کائنات عالم کا خالق و مالک اور پالنہار وحدہٗ لاشریک لہٗ خدا پر ایمان اور یقین پر مشتمل ہے۔ دنیا میں جتنے بھی مامورین و مرسلین خدا تعالیٰ کی طرف سے مختلف زمانوں اور مکانوں میں مبعوث ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر گواہی دیتے آئے ہیں۔ نیز ہزاروں لاکھوں راستبازوں کی شہادت اپنے عینی مشاہدہ پر خدا تعالیٰ کا موجود ہونا ثابت کرتی ہے۔

شہادت کے قوانین کے مطابق دیکھنے والے کی گواہی نہ دیکھنے والے کی گواہی پر مقدم ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دنیا کے ہزاروں لاکھوں سعادت مند اور راست باز لوگ جو مختلف قطعہ زمین میں اور مختلف زمانوں سے تعلق رکھنے والے ہیں ایک جھوٹ پر متفق ہوں۔

احباب کرام! ہستی باری تعالیٰ کے منکرین کی طرف سے اکثر یہ سوال اُٹھایا جاتا ہے کہ اگر کوئی خدا ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا۔ اس کے کئی جواب ہیں :

(1) مختلف اشیاء کے معلوم کرنے کے لئے مختلف ذرائع ہوتے ہیں۔ ان ذرائع کو استعمال کیا جانا چاہئے۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے قوت باصرہ۔ قوت سامعہ۔ قوت لامسہ۔ قوت شامہ۔ اور قوت ذائقہ وغیرہ قویٰ مقرر کئے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ مَیں جب تک قوت لامسہ کو یا قوت ذائقہ کو یا قوت شامہ کو یا قوت سامعہ کو دیکھ نہ لوں تو ماننے کیلئے تیار نہیں تو ہم اسے پاگل ہی کہیں گے۔

علاوہ ازیں ہم بعض اشیاء کو ان کی صفات کے ذریعہ معلوم کر لیتے ہیں مثلاً Wireles، waves Electricity، Neutron، Atom، Proton وغیرہ قوتوں کو ان کی صفات کے ذریعہ معلوم کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض امور معلوم کرنے کے لئے بعض خاص درجہ پر پہنچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتاھے : لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (انعام : 104)

یعنی آنکھیں اُس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔ یعنی کسی کو اختیار نہیں کہ وہ خود خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ ہاں خدا تعالیٰ جب خود چاہے اپنے نیک بندوں پر ظاہر بھی ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے خود ذرائع بتائے ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے :

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت آیت 70)

یعنی جو لوگ ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم خود انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں وہ ذرائع کیا ہیں اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں :-

غرض وہ اپنے عجیب کاموں سے یہی مدعا رکھتا ہے تا وہ پہچانا جائے اور شناخت کیا جائے سو جبکہ دنیا کے پیدا کرنے اور جزا سزا وغیرہ سے اس کی غرض معرفت الٰہی ہے جو لُب لباب پرستش اور عبادت ہے تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود تقاضا فرماتا ہے کہ اس کی معرفت جس کی حقیقت کاملہ پرستش و عبادت کے ذریعہ کھلتی ہے اس کے بندوں سے حاصل ہو جائے۔ (ست بچن صفحہ 151)

گویا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو پانے کا بہترین ذریعہ عبادت قرار دیا ہے۔ یعنی جو شخص فنا فی اللہ ہو کر اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر لیتا ہے اسے خدا کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔

یوں بھی انسان کی پیدائش کی غرض خدا تعالیٰ کو پہچاننا اور اس کی عبادت کرنا بتائی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

یعنی میں نے جن اور انس کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی صفات حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی وابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں......جس کا کوئی ہمتا نہیں......وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور اس کو اسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں۔ اور راست بازوں پر ہمیشہ وہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔ اور اسی سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔

(الوصیت صفحہ 8۔9)

احباب کرام اس کائنات عالم کی ترتیب اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا خالق و مالک اور پالنہار اور ایک ترتیب پر چلانے والی ایک عظیم ہستی کی ضرورت ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (سورہ یٰس آیت : 41)

یعنی سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے۔ اور سب کے سب اپنے اپنے مدار پر رواں دواں ہیں

غرض یہ کہ اس عالم کائنات کی تخلیق اور ترتیب اور حرکت ایک بالا ہستی کی ضرورت پکار کر کہتی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

کس قدر ظاہر ہے نُور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا
چشمہ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے شکوہ کے رنگ میں کہا تھا کہ ؎

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

یعنی ہزاروں سجدے میری جبین نیاز میں تڑپ رہے ہیں کہ خدایا کبھی تُو لباس مجاز میں نظر آ۔

اس کے جواب میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب دیتے ہوئے چند اشعار فرمائے ہیں۔ آپؓ فرماتی ہیں :-

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں
ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سرِ طور ہے
تری آنکھ میں میرا نُور ہے مجھے کون کہتا ہے دُور ہے
مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تُو، یہ تیری نظر کا قصور ہے
مجھے دیکھ رفعت کوہ میں مجھے دیکھ پستی کاہ میں
مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں
نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں

(ماہنامہ مصباح اکتوبر 1954ء)

احباب کرام ! خدا تعالیٰ اپنی صفت تکلم کے ذریعہ بھی ہر زمانہ میں اپنے وجود کا اظہار فرماتا رہتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا :-

وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔

(سورہ ابراہیم آیت : 28)

یعنی خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اپنے مستحکم قول کے ساتھ دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی استحکام بخشتا ہے۔

یعنی خدا تعالیٰ اپنے مامورین کو اپنے قول ثابت کے ذریعہ دونوں جہانوں میں ثابت قدمی بخشتا ہے گویا کہ خدا تعالیٰ کی صفت تکلم اس کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر قوم اور ہر زمانہ میں اپنے پیارے برگزیدہ انبیاء کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کرتا رہا ہے۔ یہ انبیاء جس بنیادی حقیقت کو لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کرتے رہے وہ یہی ہے کہ اس دنیا کا ایک خالق و مالک ہے اور وہی ہے جو حقیقی عبادت کے لائق ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کے لئے جو دلائل انبیاء کرام کو عطا ہوئے ان میں سے ایک عظیم الشان دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو ان پر نازل ہوا۔ اسی کلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی ہستی کا ثبوت فراہم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

جب سے دُنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہ بات نابُود ہو جاتی کہ اس کی ہستی ہے بھی۔ پس خُدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اس کی آواز کو سُن لیں یا دیدار یا گفتار۔ پس آج کل کا گفتار قائم مقام ہے دیدار کا۔ ہاں جب تک خُدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اس وقت تک ہم سُن نہیں سکتے۔ جب درمیانی پردہ اُٹھ جاوے گا تو

اُس کی آواز سُنائی دے گی۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 176)

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت تکلّم کے ذریعہ ہمیشہ اپنی عظیم ہستی کو دنیا کے سامنے رکھا ہے اپنے پیارے انبیاء کرام پر اُس نے اپنے کلام کے ذریعہ جو کتب نازل فرمائیں وہ رہتی دنیا تک ہستی باری تعالیٰ کا زندہ اور تابندہ ثبوت ہیں۔ اور اس سلسلہ میں وہ کلام جو حضرت نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ قرآن مجید کی صورت میں جو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کی ہستی کا عظیم الشان ثبوت ہے اور دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا دہریہ اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا۔

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

(الطارق : 14،15)

بے شک یہ خدا کا کلام ہے اور قول فصل ہے۔ اور وہ عین وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ اور حق وحکمت کے ساتھ آیا ہے۔ بیہودہ طور پر نہیں آیا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 146)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصہ گو ہیں نُور نہیں ایک ذرہ بھر
پر یہ کلام نُورِ خدا کو دکھاتا ہے
اس کی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے
اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں اب دن چڑھا یہی ہے
اس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے

سامعین کرام! خدا تعالیٰ کی ذات ازل سے ہے اور ابد تک قائم و دائم ہے۔ وہ اپنی صفات کا ظہور ہر زمانہ میں کرتا رہا ہے۔ ہر زمانہ میں اپنی ہستی کے ثبوت دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا ہے اور اب بھی کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفت تکلّم کا ظہور بھی انبیاء پر نازل ہونے والے کلام کے ذریعہ ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے۔ کبھی حضرت آدم سے ہمکلام ہو کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت دیا تو کبھی حضرت نوح پر ظاہر ہو کر۔ کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شرف مکالمہ و مخاطبہ سے نوازا تو کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اور سب سے بڑھ کر اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اور نہایت ہی پاکیزہ اور مصفّی کلام اُن پر نازل فرمایا۔ اور رہتی دنیا تک کے لئے اپنی ہستی کا لازوال ثبوت دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ اور ” آنَا الْمَوْجُوْد“ کا زندہ جاوید اعلان کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض اور برکت سے اُمت کے ہزارہا اولیاء اصفیاء بھی وحی و الہام اور خدا تعالیٰ کے مقدس کلام سے نوازے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے اُس کا کلام نہایت ضروری ہے۔ اس بارے میں روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

” عالَمِ ثانی کے بارے میں ہمارا علمِ الٰہیات تب عین الیقین کی حد تک پہنچتا ہے کہ جب خود بلاواسطہ ہم الہام پاویں۔ خدا کی آواز کو اپنے کانوں سے سُنیں اور خدا کے صاف اور صحیح کشفوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ہم بے شک کامل معرفت کے حاصل کرنے کے لئے بلاواسطہ الہام کے محتاج ہیں اور اس کامل معرفت کی ہم اپنے دل میں بھُوک اور پیاس بھی پاتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے پہلے سے اس معرفت کا سامان میسر نہیں کیا تو یہ پیاس اور بھوک ہمیں کیوں لگا دی ہے۔ کیا ہم اس زندگی میں جو ہماری آخرت کے ذخیرہ کے لئے یہی ایک پیمانہ ہے اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ ہم اس سچے اور کامل اور قادر اور زندہ خدا پر صرف قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ایمان لاویں یا محض عقلی معرفت پر کفایت کریں۔ جواب تک ناقص اور ناتمام معرفت ہے۔ کیا خدا کے سچے عاشقوں اور حقیقی دلدادوں کا دل نہیں چاہتا کہ اس محبوب کے کلام سے لذّت حاصل کریں؟ کیا جنہوں نے خدا کے لئے تمام دنیا کو برباد کیا، دل کو دیا، جان کو دیا وہ اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ صرف ایک دھندلی سی روشنی میں کھڑے رہ کر مرتے رہیں اور اُس آفتاب صداقت کا مُنہ نہ دیکھیں؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس زندہ خدا کا ’آنَا الْمَوْجُوْد‘ کہنا وہ معرفت کا مرتبہ عطا کرتا ہے کہ اگر دنیا کے تمام فلاسفروں کی خود تراشیدہ کتابیں ایک طرف رکھیں اور ایک طرف ” آنَا الْمَوْجُوْد“ خدا کا کہنا تو اس کے مقابل وہ تمام دفتر ہیچ ہیں۔ جو فلاسفر کہلا کر اندھے رہے۔ وہ ہمیں کیا سکھلائیں گے۔ غرض اگر خدا تعالیٰ نے حق کے طالبوں کو کامل معرفت دینے کا ارادہ فرمایا ہے تو ضرور اُس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا طریق کھُلا رکھا ہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، صفحہ 122)

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت اس زمانہ میں بھی اپنی صفت تکلّم کے ذریعہ ظاہر فرمایا ہے۔ یہ بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ بعض مذاہب کے لوگ بلکہ مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پہلے تو بولتا تھا اور اپنے کلام کے ذریعہ اپنی صفت تکلّم کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت پیش فرماتا تھا لیکن اب وہ نہیں بولتا۔ اب وہ کسی کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ کے شرف سے نہیں نوازتا۔ اب وہ اپنی صفت تکلّم کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت پیش نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں :-

” یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی و الہام کے دروازہ کو بند نہیں کیا۔ جو لوگ اس اُمّت کو وحی و الہام کے انعامات سے بے بہرہ ٹھہراتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو اُنہوں نے سمجھا ہی نہیں۔ ان کے نزدیک یہ امت وحشیوں کی طرح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہو چکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے اب اس زمانہ میں آ کر خاموش ہو گیا۔ وہ نہیں جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہیں تو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کا مطلب ہی کیا ہوا؟ بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اس کی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔ اور پھر قرآن شریف یہ کیوں کہتا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ (العنکبوت : 70) اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔ یعنی جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور پھر اُنہوں نے استقامت دکھائی اُن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فرشتوں کا نزول ہو اور مخاطبہ نہ ہو۔ نہیں بلکہ وہ اُنہیں بشارتیں دیتے ہیں۔ یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دُوسرے مذاہب کو حاصل نہیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 613)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

یک طرفہ خیال رفتہ رفتہ ضائع ہو جایا کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص خیال کرے کہ اس چوبارہ کے اندر آدمی ہے جب وہ بیدار ہوگا تو اس کو کھولے گا۔ لیکن جب اس پر دو دن، چار دن، مہینہ دو مہینے یہاں تک کہ کئی برس گذر جاویں اور کوئی آواز نہ دے نہ کھڑکا ہو تو آخر اُسے اپنا اعتقاد بدلنا پڑے گا اور خیال پیدا ہونے لگے گا کہ اگر اس کے اندر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور بولتا۔ معلوم ہوا کہ کوئی آدمی ہے ہی نہیں۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ جو ان آنکھوں سے پوشیدہ ہے اس کی بابت بھی طالب حق چاہتا ہے کہ اس کا پورا پتہ لگے تاکہ ایمان ترقی کرے۔ ضرور ہے کہ اس کی قدرتوں کے عجائبات نظر آویں۔ اس کی آواز بھی سنائی دے اور اس کے سُننے کا پتہ لگے لیکن اگر کسی بات کا پتہ ہی نہیں چلتا تو پھر رفتہ رفتہ ایمان کمزور ہو کر انسان دہریہ ہو جائے گا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 349)

پس اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت اپنی صفت تکلّم کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ اسلام پر ظاہر ہو کر پیش فرمایا۔ اور ایسا چمکتا ہوا ثبوت پیش فرمایا کہ کوئی نیک فطرت سعید رُوح اس چمکتے ہوئے نشان کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔

خدا تعالیٰ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک صفت جو ہستی باری تعالیٰ پر زبردست دلیل ہے وہ خدا تعالیٰ کا مستجیب الدعوات ہونا یعنی دعاؤں کو قبول کرنا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتا ہے :-

أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ءَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ

(النمل آیت : 63)

یعنی وہ کون ہے جو مضطرب اور بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ پکارے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

اسی طرح ایک اور جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

(سورۃ البقرہ : آیت نمبر 187)

یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق، میری ہستی کے متعلق سوال کرتے ہیں تو یقیناً میں بالکل قریب ہوں اس کی دلیل یہ ہے کہ میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں شرط یہ ہے کہ یہ دعائیں کرنے والے کامل ایمان کے ساتھ میری بات مان لیں تاکہ وہ رُشد وہدایت پاسکیں۔

دراصل قبولیت دُعا کا فلسفہ یہ ہے کہ جتنا کوئی خدا کی باتیں مانتا ہے اور اس کے احکام کی بجا آوری کرتا ہے اُسی قدر اُس کی سُنی اور مانی جاتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی زندگی گواہ ہے کہ اُن کا ایک ایک لمحہ دعا کے سہارے گذرا تھا۔ ان کے کامیاب وکامران ہونے کی وجہ بھی یہی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دُنیا میں دُعا کا عرفان اور اس پر سچا ایمان ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا۔ آپ نے ہمیں سکھایا کہ جوتی کا تسمہ بھی مانگنا ہو تو اپنے رب سے ہی مانگو۔

آپ کا وجود دعاؤں کا مجسمہ تھا۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ دعا تھا۔ آپ کی پاکیزہ سیرت قبولیت دعا کے سینکڑوں خوبصورت واقعات اور نمونوں سے بھری پڑی ہے۔ اس طرح آپ نے خدا تعالیٰ کی ہستی کا

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471 , 2237-8468

زندہ ثبوت دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔

مثلاً آپ کی شب و روز دعاؤں کی بدولت جنگ بدر میں آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو جو فتح حاصل ہوئی وہ بھی ہستی باری تعالیٰ کا بے مثل اور زبردست ثبوت تھا۔

میدان بدر میں ایک طرف 313 ضعیف نہتے کم مایہ مؤمنین کا لشکر تھا تو دوسری طرف ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلّح ایک ہزار کے قریب کفار کا لشکر تھا اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی اور توحید کا واسطہ دے کر کہا کہ اے میرے مولیٰ! آج تُو نے اس چھوٹی سی مؤحّد جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا

کس قدر خدا کی غیرت کو جوش دلانے والی ہے یہ دُعا۔ بدر کے جھونپڑے میں کی جانے والی دُعا ہی تھی کہ ایک مٹھی بھر کنکروں نے ایک عظیم الشان کرشمہ دکھایا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(انفال آیت نمبر : 18)

اے محمد تو نے کفار کے لشکر کی طرف جو مُٹھی بھر کنکریاں پھینکیں تو یاد رکھ وہ تُو نے نہیں پھینکیں، اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے کنکروں کی ایک مٹھی کو طوفان کی شکل دے کر 313 نہتے مسلمانوں کو مشرکین کے ایک ہزار مسلّح لشکر جرار پر فتح عطا فرمائی۔

احباب کرام! ہستی باری تعالیٰ پر اس سے بیّن ثبوت اور کیا ہونا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے نتیجہ میں عرب میں جو عظیم الشان انقلاب برپا ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔ اور مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے

(برکاتُ الدُّعا صفحہ 10، 11)

احباب کرام خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔

اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قبولیت دُعا کے بے شمار واقعات اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر خدا تعالیٰ نے دکھائے ہیں۔ جب آپ نے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو مختلف جہات سے مختلف اقوام و ملل کی طرف سے شدید مخالفت اور دشمنی کا طوفان اُمڈ آیا، اِذنِ الٰہی سے لگائے گئے احمدیت کے پودے کو نیست و نابود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ مختلف منصوبے بنائے گئے۔ مختلف سازشیں کی گئیں۔ آپ کے قتل کے پروگرام بنائے گئے۔ عدالتوں میں جھوٹے مقدمے دائر کر کے آپ کو پھنسانے کی مذموم کوششیں کی گئیں لیکن سب کے سب اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے مطابق ناکام و نامُراد ہو کر رہ گئے۔

ان شدید مخالفتوں کے درمیان آپ نے للکار کر فرمایا :۔

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نذار

جی ہاں اِنہی شیروں نے آج دنیا کے 200 ممالک میں احمدیت کا جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت کو دلوں میں بٹھا دے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا ...... بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر سب کو خدا درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا ۔اَے سننے والو اِن باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کر لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ۔

(تذکرہ صفحہ 846)

دُعاؤں کی قبولیت کو اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

" اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو منوانا چاہتا ہے۔ نِری دُعا سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے جب تک کہ عقائد کی اصلاح نہ ہو۔ ایسی دعائیں کیا بُت پرست نہیں مانگتے؟ پھر اُن میں اور اِن میں فرق کیا ہوا؟ بلکہ مجھے خیال آتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (البقرہ : 187) کے یہی معنی ہیں کہ اگر سوال ہو کہ خدا کا علم کیونکر ہو تو جواب یہ ہے کہ اسلام کا خدا بہت قریب ہے۔ اگر کوئی اسے سچے دل سے بلاتا ہے، تو وہ جواب دیتا ہے۔ دوسرے فرقوں کے خدا قریب نہیں ہیں بلکہ اس قدر دُور ہیں کہ ان کا پتہ ہی ندارد، اعلیٰ سے اعلیٰ غرض عابد اور پرستار کی یہی ہے کہ اس کا قُرب حاصل ہو اور یہی ذریعہ ہے جس سے اس کی ہستی پر یقین حاصل ہوتا ہے اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ) کے بھی یہی معنی ہیں کہ وہ جواب دیتا ہے گونگا نہیں ہے۔ دوسرے تمام دلائل اس کے آگے ہیچ ہیں۔ کلام ایک ایسی شئے ہے جو کہ دیدار کے قائم مقام ہے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 83)

دیدار گر نہیں تو گفتار ہی صحیح
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی صحیح

آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح کا ایک ایمان افروز اقتباس سنا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں :۔

ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق و وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا ہی بدنصیب وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اَے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھاؤں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

(کشتی نوح)

آخر میں دعا ہے کہ اس زمانہ کے مامور من اللہ کی اس منادی پر کان دھرتے ہوئے ساری دنیا کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی توفیق ملے اور اس طرح ساری دنیا دائمی جنت کا نمونہ دیکھ سکے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
ایک تاکیدی ارشاد

" نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔ کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑ دو۔ ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اپریل 2005ء)

تصحیح: ✿۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نمبر کے شمارہ نمبر 6 میں ٹائٹل صفحہ کے اندرونی جانب متن پیشگوئی مصلح موعودؓ میں عبارت "بالہام اللہ تعالیٰ واعلاہ" کو "بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ" پڑھا جائے۔

✿۔ اسی طرح اندرونی جانب ٹائیٹل متن پیشگوئی مصلح موعودؓ میں عبارت "دوشمبہ ہے مبارک دوشنبہ" کو "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" پڑھا جائے۔

✿۔ اسی طرح صفحہ 27 پر مندرج عنوان "حضرت مصلح رضی اللہ عنہ کی خدمت اسلام۔ مختصر جائزہ" کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت اسلام۔ مختصر جائزہ" پڑھا جائے۔

✿ اسی طرح مصلح موعودؓ نظم صفحہ نمبر 35 کو بعد تصحیح دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

مصلح موعود رضی اللہ عنہ
(غلام نبی ناظر۔ کشمیر)

جان حق جان مصلح موعودؓ — شان حق شان مصلح موعودؓ
ہے رواں اک قلزم تحقیق — زیر عنواں مصلح موعودؓ
عاشقان نبی کے تاروں میں — ماہ تابان مصلح موعودؓ
گونجتا ہے تمام عالم میں — آج اعلان مصلح موعودؓ
حق شناس و حق آگہہ و حق بین — حق ہے عنوان مصلح موعودؓ
پُر ز درہائے معنی قرآں — بحر دامانِ مصلح موعودؓ
جوش عشق قلوب عالم ہے — سوز ایمان مصلح موعودؓ
نور تابان شمع بزم جہان — علم و عرفان مصلح موعودؓ
معرفت کی اگر تمنا ہے — کھول دیوان مصلح موعودؓ
کم نہیں شان میں مسیحا سے — حسن و احسان مصلح موعودؓ
شرف حسن خلافت حق ہے — صرف ایوان مصلح موعودؓ
شاہ کونین پر فدا ناظر — ہم غلامان مصلح موعودؓ

(بحوالہ پیام احمدی صفحہ 85-86 مطبوعہ فضل عمر پرنٹنگ پریس)

لائحہ عمل برائے سیکریٹریان تعلیم بھارت

مرتب کردہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ”احمدی طالب علموں میں یہ دلچسپی پیدا کریں کہ وہ قرآن پر غور وفکر کرنے لگیں۔ ان کا قرآن کریم کا علم بڑھائیں تاکہ وہ قرآن کریم سے تحقیق کرنے کے طریقے سیکھیں تبھی انہیں سائنس کے علم کا فائدہ ہوگا۔ پھر فرمایا پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب قرآن کریم پر بہت غور وفکر کرتے تھے اور اس علم کو انہوں نے بہت بڑھایا اور اسی وجہ سے ان کے سائنس کے علم کو فائدہ ہوا۔ احمدی طالب علموں کو تحریک کریں کہ انہیں بھی ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے اس طریق کو اپنانا چاہئے۔ اس ضمن میں ہندوستان بھر کے سیکریٹری تعلیم کو بہت فعال کریں۔ اور لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کو بھی اس شعبہ میں ان کو بھی فعال کریں۔“

(ہدایت نظارت تعلیم از حضور انور مورخہ 9.8.2007)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضور انور فرماتے ہیں ”میں پچھلے پانچ چھ سال سے زور دے رہا ہوں احمدی سٹوڈنٹس کو ریسرچ کی طرف آنے کیلئے۔ یورپ میں بھی ریسرچ میں بہت کم لوگ آرہے ہیں۔ اب کچھ توجہ پیدا ہوئی ہے ایک دو سال سے۔ اگر احمدی اس خلا کو پُر کردیں تو احمدی کی حکومت بن جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تمہیں علم اور معرفت میں ترقی کرنی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اس لئے ہمیں مختلف فیلڈ میں ریسرچ میں جانا چاہئے، چاہے Social Sciences ہوں یا Pure Sciences علم و معرفت میں ترقی کرنا چاہئے۔ پھر ہم اپنے آپ کو پیش کریں گے دنیا کے سامنے۔ پھر مجبوراً دنیا کو ہمیں Follow کرنا ہوگا۔ پھر انکو آپ دین کی طرف لاسکتے ہیں۔“

(جامعہ احمدیہ کلاس یو۔کے۔ 12.11.4)

"Therefore, I advise the youth: Immerse yourself in studies to the exclusion of everything else. Advance so much in every field of education that your minimum target is a Nobel Prize."

(Hadhrat Khalifatul Masih V, Opening Address, Jalsa Salana 2008, Ghana)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت ومنظوری سے سیکریٹریان تعلیم بھارت کیلئے جو ٹارگیٹس منظور ہوئے ہیں۔ ان ٹارگیٹس کو حاصل کرنے کیلئے لائحہ عمل پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ سیکریٹریان تعلیم کیلئے ضروری ہوگا کہ اُنکی جماعت کے طلباء (Boys, Girls) کے مکمل کوائف اُنکے پاس موجود ہوں۔

۲۔ سیکرٹریان تعلیم کیلئے ضروری ہوگا کہ تمام طلباء اور اُنکے والدین کے ساتھ اُنکا ذاتی رابطہ ہو۔

۳۔ سیکریٹریان تعلیم کو اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ اُنکی جماعت کا کوئی بھی طالبعلم مالی پریشانی کے باعث تعلیم نہ چھوڑے۔ ایسی صورت میں سیکریٹریان تعلیم کو فوری صدر صاحب/امیر صاحب سے رابطہ کرنا چاہئے، تاکہ نظارت تعلیم کی جانب سے ایسے ضرورت مند طلباء کی مدد کی جاسکے۔

۴۔ سیکریٹریان تعلیم کا یہ بھی کام ہوگا کہ وہ اپنی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی معاونت تعلیمی امداد/ وقرض کے سلسلہ میں فرمائیں۔ علاوہ ازیں 80% فارم (Scholarship) برائے طلباء 10th,12th کی تکمیل کے سلسلہ میں بھی معاونت فرمائیں۔

۵۔ سیکریٹریان تعلیم اس بات کا بھی خصوصی خیال رکھیں کہ اُنکی جماعت کے تمام طلباء دینی و دنیوی علوم کے حصول کیلئے محنت اور دعائیں کرنے والے ہوں۔

۶۔ تمام سیکریٹریان تعلیم اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ اُنکی جماعت کے تمام طلباء باقاعدگی سے جماعتی کتب اور رسائل کا مطالعہ کرتے رہیں نیز جماعتی چینل (ایم ٹی اے) و جماعتی ویب سائٹ alislam.org سے بھی استفادہ کرتے رہیں۔

۷۔ سیکریٹریان تعلیم اس بات کا بھی جائزہ لیتے رہیں کہ اُنکی جماعت کے تمام طلباء جو سکول کالج میں زیر تعلیم ہیں وہ ہر روز کم از کم 6-4 گھنٹے گھر میں آکر اپنے سکول کالج کے نصاب کا مطالعہ کریں۔

۸۔ سیکریٹریان تعلیم اس بات کا بھی خصوصی خیال رکھیں کہ اُنکی جماعت کے طلباء سہولت کے مطابق کسی نہ کسی لائبریری کی ممبرشپ ضرور حاصل کریں اور پھر ایسی لائبریری سے کتب و رسالہ کے ذریعہ اپنے علم میں اضافہ کرتے رہیں۔ نیز طلباء میں اپنی نصابی کتب کے علاوہ بھی دیگر کتب کے مطالعہ کا رُجحان پیدا کرنا ہوگا۔

۹۔ طلباء میں Reading Habit پیدا کرنا اور باقاعدگی کے ساتھ اخبارات ورسائل سے اپنے آپ کو Update کرنا، اس جانب طلباء کو توجہ دلاتے رہنا بھی سیکریٹریان تعلیم کے فرائض ہوں گے۔

۱۰۔ سیکریٹریان تعلیم کو جماعتوں میں علمی پروگرامز Organise کرتے رہنے چاہئے۔ خاص طور پر ایسے پروگرامز جن میں قرآن کریم کا تعارف کروایا جائے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام نے قرآن کریم کی جو تفسیر فرمائی ہے اس بارہ میں طلباء کو متعارف کرواتے رہنا چاہئے۔ نیز طلباء کو یہ بھی بتانا چاہئے کہ قرآن کریم میں کون کون سے دنیوی علوم کے خزائن موجود ہیں۔

۱۱۔ سیکریٹریان تعلیم کو اپنی جماعتوں میں ایسے پروگرامز کا انعقاد بھی کرتے رہنا ہوگا جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء کرام کی کتب کو پڑھنے کی اہمیت اور برکات کے بارہ میں بتایا جائے۔ نیز (ایم ۔ٹی۔اے) اور alislam.org کی اہمیت کے بارہ میں بھی بتاتے رہنا چاہئے۔

۱۲۔ سیکریٹریان تعلیم کو ایسے پروگرامز کے انعقاد بھی اپنی جماعت میں کرنے ہوں گے جن میں سائنسدانوں کی زندگیوں کے بارہ میں بتایا جائے۔ ان پروگرامز میں سائنسدانوں کے کارناموں کا ذکر ہو۔ ایسے پروگرامز خاص طور پر Mathematics, Physics, Chemistry, Biology, کے سائنسدانوں و Social Scientists کے متعلق Psychology, Sociology, Economics, Management کی فیلڈ میں کرنے ہوں گے۔

۱۳۔ سیکریٹریان تعلیم کو ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے حالات زندگی، کارہائے نمایاں، کے متعلق بھی اپنی جماعتوں میں طلباء کو متعارف کروانا چاہئے۔

۱۴۔ سیکریٹریان تعلیم کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اُنکی جماعتوں میں فری ٹیوشن کلاسز کا اہتمام بھی کیا جائے۔ تاکہ طلباء اپنے سکول، کالج کے نصاب میں نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں۔

۱۵۔ سیکریٹریان تعلیم کو اُنکی جماعت کے طلباء کی رہنمائی کا اہتمام بھی کرنا چاہئے، تاکہ طلباء جب 10th,12th,Graduation,PG کلاس پاس کریں تو طلباء کو بتایا جائے کہ مضامین کو کس طرح Choose کرنا ہے۔

۱۶۔ سیکریٹریان تعلیم کو اُنکی جماعت کے طلباء کو جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین میں داخلہ کے سلسلہ میں مکمل معلومات فراہم کرنی چاہئیں۔ تاکہ خواہش مند طلباء پوری تیاری کے ساتھ داخلہ کیلئے قادیان آئیں۔

۱۷۔ سیکریٹریان تعلیم کو اُنکی جماعت کے طلباء کو Social اور Pure Sciences میں PHD کرنے کیلئے رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

۱۸۔ سیکریٹریان تعلیم کو اُنکی جماعت اور زون میں Ahmadiyya Muslim Students Association کا قیام عمل میں لانا ہوگا۔

۱۹۔ ان Association (کمیٹیوں) کا یہ کام ہوگا کہ کالجز اور یونیورسٹیوں میں سیمینار کرے اور Interfaith Dialogue کرے تاکہ غیر مسلم احباب اور غیر احمدی احباب کو جماعت احمدیہ کے بارہ میں علم ہو۔ اس کا اور ایک مقصد یہ ہوگا کہ احمدی طلباء میں قرآن اور سائنس میں دلچسپی پیدا کریں۔ کئی تحقیقی مضامین لکھنے کو دیں۔ سوال وجواب کی محفل منعقد کریں۔ علمی مضامین میں لیکچرز کروائیں تاکہ احمدی طلباء کا مختلف شعبوں میں علم کا اضافہ ہو۔

۲۰۔ سیکریٹریان تعلیم کو اُنکی جماعت اور زون کے مندرجہ ذیل کوائف بھجوانے ہوں گے۔

(الف): آپکی جماعت کے تمام Engineers اور Architects کے کوائف نظارت تعلیم میں بھجوانے ہوں گے۔

(ب): آپکی جماعت کے Computer Specialists کے کوائف نظارت تعلیم میں بھجوانے ہوں گے۔

(ج): آپکی جماعت کے BSc,MSc,PHD کے کوائف نظارت تعلیم میں بھجوانے ہوں گے۔

(د): آپکی جماعت کے Social Sciences میں PHD کرنے والوں کے کوائف بھجوانے ہوں گے۔

(ر): آپکی جماعت کے ٹیچرز اور لیکچرر صاحبان کے کوائف نظارت تعلیم میں بھجوانے ہوں گے۔

۲۱۔ سیکریٹریان تعلیم کو اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ اُنکے مقام میں اگر کوئی لائبریری اور یونیورسٹی واقع ہو تو اُس میں جماعتی کتب ضرور موجود ہوں۔

۲۲۔ سیکریٹریان تعلیم کو اُنکی جماعت کے طلباء میں تبلیغ کرنے کے رجحان کو بھی پیدا کرنا ہوگا۔ تاکہ طلباء اپنے دوستوں میں جماعتی کتب کا تحفہ پیش کرسکیں۔ (لڑکے صرف لڑکوں میں اور لڑکیاں صرف لڑکیوں میں تبلیغ کریں گے۔) اور اپنے اساتذہ، لیکچرر، پروفیسر صاحبان کو بھی جماعتی کتب کا تحفہ پیش کریں۔

۲۳۔ سیکریٹریان تعلیم اس بات کی بھی نگرانی کریں کہ اُنکی جماعت کے طلباء Book Fairs, Educational Fairs سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔

۲۴۔ سیکریٹریان تعلیم کو اس بات کا بھی جائزہ ہمیشہ لیتے رہنا ہوگا کہ اُنکی جماعت کے تمام طلباء سیدنا حضور انور کی خدمت میں باقاعدگی کے ساتھ خطوط لکھتے رہیں اور خلیفہ وقت سے ہر ایک طالبعلم کا ذاتی رابطہ ہو۔ نیز خلیفہ وقت کے (ایم۔ٹی۔اے) پروگرامز ضرور دیکھا کریں۔

۲۵۔ سیکریٹریان تعلیم کو ہر ماہ رپورٹ فارم برائے سیکریٹری تعلیم کی تکمیل بھی کرنی ہوگی۔ اور اسے باقاعدگی کے ساتھ نظارت تعلیم میں بھجوانا ہوگا۔ نیز سیکریٹریان تعلیم کے فارم کی پشت پر دی گئی ضروری ہدایات پر مکمل عمل درآمد کی کوشش کریں۔

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں:

Nazarat Taleem
Sadr Anjuman Ahmadiyya
Qadian, Gurdaspur, Pb - 143516
Phone : 01872-220868,
09988426400,09915179794
email : qdntaleem@gmail.com,
www.khuddam.in/amooretuluba

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
Vol. 61 Thursday 8 March 2012 IssueNo : 10

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S.
$: 45 Euro
: 65 Canadian Dollar

انگلستان کے علاقہ فیلدم Feltham میں مسجد بیت الواحد کا افتتاح

یہ مسجد اس علاقہ کی بڑی مسجد بلکہ جامع مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اسلام کی تعلیم پھیلانے کا ذریعہ بنائے

ہماری خوشی صرف مسجد کی تعمیر نہیں ہے بلکہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ مخلصین لہ الدین کا نمونہ بن کر حقیقی عبد بننا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 فروری 2012 بمقام بیت الواحد فیلدم۔

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ الاعراف کی آیت نمبر 30 کی تلاوت فرمائی۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔

تو کہہ دے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ کہ تم ہر مسجد میں اپنی توجہات (اللہ کی طرف) سیدھی رکھو۔ اور دین کو اُس کیلئے خالص کرتے ہوئے اُسی کو پکارا کرو۔ جس طرح اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اسی طرح تم (مرنے کے بعد) لوٹو گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ الحمدللہ آج اس علاقہ میں مسجد تعمیر کر کے اس کے افتتاح کی توفیق مل رہی ہے۔ یہ انگلینڈ کا علاقہ فیلدم کہلاتا ہے اور یہ مسجد اس علاقہ کی بڑی مسجد بلکہ جامع مسجد ہے۔ یہاں جمعہ اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے لوگ آئیں گے۔ اللہ کرے کہ یہاں ہر علاقہ میں جماعت کو اپنی مسجد بنانے کی توفیق ملے۔ تا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش پوری ہو کہ ہماری مسجدیں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا ذریعہ بنیں اور دنیا کو اسلام کی حقیقت کا علم ہو۔ آج اس زمانہ میں جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ ہمارے لئے مسجد کی تعمیر زیادہ ضروری ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر محلہ میں مسجد بناؤ۔ قرآن مجید میں بھی مساجد کی اہمیت کا خصوصی ذکر موجود ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ گو کہ اس علاقہ میں احباب پہلے بھی نماز باجماعت پڑھ رہے تھے لیکن مسجد کی ایک الگ برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اسلام کی تعلیم پھیلانے کا ذریعہ بنائے اور ہمارے ایمانوں میں ترقی کا باعث بنائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مساجد کی اہمیت بیان فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مسجد خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہونی چاہیئے مسجدوں میں ذاتی کاروبار اور باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ ہر مذہب کا آدمی جو خالصتاً خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے تو وہ مسجد میں آسکتا ہے۔ مسجد میں شرک کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ میرے گھر میں عبادت کے لئے آو۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس جو لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہم جو آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارا تو صرف اور صرف یہ مقصد ہونا چاہیے کہ جہاں ہم خالص ہو کر مسجد میں خدا کی عبادت کے لئے آئیں وہاں اسلام کی سچائی کے نور کو دنیا میں پھیلائیں۔ اس نور کو پھیلانے کے لئے ضروری ہے کہ صرف زبانی دعوے نہ ہوں بلکہ اس نور سے ہم خود بھی مستفیض ہوں۔ قرآن مجید کی پہلی آیت میں عدل کا حکم دیا گیا ہے اور عدل کے قیام سے ہی تقویٰ قائم ہوتا ہے اور تقویٰ سے ہی عبادت کے معیار قائم ہوتے ہیں۔ عبادت کے معیار کو کس طرح بلند کیا جائے اس بارہ میں امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”موٹی بات ہے قرآن شریف میں لکھا ہے ادعوہ مخلصین لہ الدین اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ چاہیئے کہ اخلاص ہو، احسان ہو اور اس کی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہو۔ عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے۔ ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے۔“

(الحکم جلد 11 نمبر 38 مورخہ 24 اکتوبر 1907ء ص 11)

حضور انور نے فرمایا پس یہ ہے وہ حالت جو ایک مومن کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور مسجد اس حالت کو پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ مسجد بننے کے بعد ہماری ذمہ داریاں پہلے سے بڑھ گئی ہیں ہمیں اپنی عبادت کے معیار کو پہلے سے زیادہ بلند کرنا ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا اس وقت میرے سامنے جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کے باپ دادا احمدی ہوئے جنہوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیار کو قائم کیا۔ پس ان بزرگوں کی عبادتوں کے پھل بڑھانے کی خاطر ہر احمدی کا فرض ہے کہ ہم اپنی عبادتوں کے معیار کو بڑھائیں۔ ہم میں اور دیگر لوگوں میں بنیادی فرق عبادت ہی ہے۔ ہمیں ہر حالت میں خدا تعالیٰ کو فوقیت دینی چاہیئے۔ نمازوں میں ہماری توجہ دیگر کاموں کی طرف نہ ہو بلکہ ہم تمام معاملات خدا تعالیٰ پر چھوڑنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم نیکیوں میں بڑھنے والے ہوں۔ برائیوں سے نہ صرف بچنے والے ہوں بلکہ ان کے خلاف جہاد کرنے والے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا مسجد کی تعمیر کے بعد مخالفت میں بھی تیزی آئی ہے مخالف علماء کہتے ہیں کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں جبکہ احمدی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اس کے ساتھ مخالفین اسلام بھی زیادتیاں کرتے ہیں ہم لوگ تو کئی طرح کی زیادتیوں کا شکار بننے والے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا پس ہم نے ہر قسم کے لوگوں کے شکوک وشبہات دور کرنے ہیں اور ہم تبھی شکوک وشبہات دور کرنے والے ہوں گے جب ہماری عبادتیں خالصتاً للہ ہوں اس وقت ہم مسجد کی تعمیر کا مقصد پورا کرنے والے ہوں گے۔ جماعت کی خوبصورتی اس میں ہے کہ ہم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں نماز باجماعت کا فائدہ ایک یہ ہے کہ ہم آپس میں مدد کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور اُن کو طاقت دی جاوے یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اُس کو ڈوبنے دے؟ اُس کا فرض ہے کہ اُس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کمزور بھائیوں کا بار اُٹھاؤ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو کوئی جماعت جماعت نہیں ہوسکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضرور ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔“

(بحوالہ الحکم جلد 6 نمبر 30 مورخہ 24 اگست 1902ء صفحہ 2۔3)

حضور انور نے فرمایا کہ پس ہماری خوشی صرف مسجد کی تعمیر نہیں ہے بلکہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ مخلصین لہ الدین کا نمونہ بن کر حقیقی عبد بنیں۔ اس مادی دور میں جبکہ مادیت کی دوڑ ہر طرف لگی ہوئی ہے ہمارا یہ معیار اللہ تعالیٰ کا فضل جذب کرنے والا ہوگا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے طفیل بدعتوں کو دور کیا جا رہا ہے اور حقیقی اسلام کی تعلیم پیش کی جارہی ہے حضور انور نے فرمایا کہ یہاں کے احمدیوں کو مسجد کا حق حقیقی عبد بن کر ادا کرنا چاہیئے اور خدا کا شکر پہلے سے بڑھ کر ادا کرنا چاہیئے۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں حیدر آباد (دکن) انڈیا میں علما کی طرف سے کی جانے والی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو خصوصی دُعا کی تحریک فرمائی۔

❁❁❁